ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۹ مارچ ۱۹۶۵ء
۱۵ ذیقعد ۱۳۸۴ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن انس رضی اللہ عنہ قال جاء ثلثۃ رھط الی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسئلون عن عبادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما اخبروا بھا کانھم تقالوھا فقالوا این نحن من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فقال احدھم اما انا فاصلی اللیل ابداً وقال الاخر انا اصوم النھار ابداً ولا افطر وقال الاخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابداً فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیھم فقال انتم الذین قلتم کذا وکذا اما واللہ انی لاخشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی متفق علیہ

ترجمہ:- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ تین آدمی ازواج مطہرات کے ہاں آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق معلوم کیا اور جب اُن کو تبلایا گیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو تھوڑا سمجھا اور پھر کہا کہ حضورؐ کی تو تمام لغزشیں پہلی اور پچھلی اللہ نے معاف کر دی ہیں۔ پھر ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ ساری رات نماز (نفل) پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا۔ اور ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ عورتوں سے علیحدہ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کرونگا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تم ایسی ایسی باتیں کر رہے تھے حالانکہ میں تم سے زیادہ متقی اور خدا سے ڈرنے والا ہوں لیکن میں روزہ (نفلی) رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ شادیاں بھی کرتا ہوں۔ خبردار جس نے میری سنت چھوڑی۔ وہ مجھ سے نہیں ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یکسب عبد مال حرام فیتصدق منہ فیقبل ولا ینفق منہ فیبارک لہ فیہ ولا یترکہ خلف ظھرہ الا کان زادہ الی النار ان اللہ لا یمحو السیئ بالسیئ ولکن یمحو السیئ بالحسن ان الخبیث لا یمحو الخبیث۔

(رواہ احمد)

ترجمہ:- عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کوئی شخص حرام مال کمائے اور اس میں سے صدقہ کرے تو نہ قبول کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے اخراجات میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص حرام مال چھوڑ مرتا ہے تو وہ مال اس کے لئے آگ کی سزا میں اضافے کا موجب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بُرائی کو بُرائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا، بلکہ بُرائی کو بھلائی کے ذریعہ مٹاتا ہے۔ خبیث کو خبیث کے ذریعہ نہیں مٹاتا۔

وعن سھل بن سعد رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثنتان لا تردان او قلما تردان الدعاء عند النداء وعند البأس حین یلحم بعضھم بعضاً، رواہ ابو داود باسناد صحیح

ترجمہ:- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو ایسی ساعتیں ہیں کہ اس میں دعا، رد نہیں کی جاتی۔ یا یہ فرمایا کہ بہت کم رد کی جاتی ہے۔ اذان کے وقت اور لڑائی کے وقت دعا جب کہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی بہت گرم ہو۔ دابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔

وعن انس رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا غزا قال: اللھم انت عضدی ونصیری، بک احول، وبک اصول، وبک اقاتل، رواہ ابو داود، والترمذی وقال حدیث حسن

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد فرماتے تو یہ دعا کرتے "اللھم انت عضدی ونصیری وبک احول وبک اصول وبک اقاتل" کہ اے اللہ تو ہی میرا معتمد علیہ ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے، تیری ہی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تیری ہی قوت سے حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی قوت سے لڑتا ہوں۔ (ابوداؤد، ترمذی) ترمذی نے کہا حدیث صحیح ہے۔

وعن ابی موسی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خاف قوما قال: اللھم انا نجعلک فی نحورھم، ونعوذ بک من شرورھم" رواہ ابو داود باسناد صحیح۔

ترجمہ:- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے خوف و اندیشہ ہوتا تو ارشاد فرماتے کہ اے اللہ ہم تجھ کو کافروں کے مقابل کرتے ہیں اور تیرے ذریعہ سے ان کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔ دابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس کو ذکر کیا۔

وعن عروۃ البارقی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الخیل معقود فی نواصیھا الخیر الی یوم القیامۃ الاجر والمغنم" متفق علیہ

ترجمہ:- حضرت عروۃ البارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت تک کے لئے گھوڑے کی پیشانی میں خیر وابستہ ہے، اجر اور غنیمت (بخاری و مسلم)

وعنہ انہ قال: قال رسول اللہ: من علم الرمی ثم ترکہ فلیس منا او فقد عصی" رواہ مسلم

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا جو تیر اندازی سکھایا گیا ہو پھر اس کو چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے یا آپ نے فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی۔

ایڈیٹر مناظر حسین نظر ٹیلی فون ۶۷۵۴۵

خدام الدین

سالانہ گیارہ روپے
ششماہی چھ روپے

جلد ۱۰ | ۱۵ ذیقعد ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۶۵ء | شمارہ ۴۴

مدعیانِ دعوت و تبلیغ سے

مبلغینِ اسلام اور واعظینِ کرام کی توجہ کے لئے ایک غیر ملکی اخبار نے نہایت دردمندانہ اور مخلصانہ اپیل شائع کی تھی جس میں بہت پُر مغز اور نصیحت آموز باتیں تحریر کرکے مبلغین اسلام سے اس طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت کا اظہار فرمایا تھا جسے ہم بھی اس توقع کے ساتھ درج کر رہے ہیں کہ ہمارے مبلغ اور واعظ اس پر عمل کرنے کی کوشش فرمائیں گے

تجربہ سے کچھ ایسا معلوم ہوا ہے کہ مسلمان جتنا زیادہ وعظ سنتے ہیں اور ان کی اصلاح کے لئے ان سے جتنا زیادہ خطاب کیا جاتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ چکنا گھڑا ثابت ہوتے ہیں۔ انہیں روز جھنجھوڑیئے وہ زیادہ گہری نیند میں چلے جاتے ہیں۔ اگر کسی سے ایک بات دس بار کہی جائے تو اس پر کبھی تو اثر ہونا چاہیئے، لیکن مسلمانوں کو دس بار کیا ہزار بار بھی کوئی بات دھرائی جائے، وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے تو پھر کیا وعظ و ارشاد کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔ کیا اصلاح پسند اپنی مساعی کو لپیٹ کر رکھ دیں؟ ایسا ہونا بھی ممکن نہیں۔ پیشہ ور واعظوں کی بلا سے کہ ان کی نصیحتوں پر کوئی عمل کرتا ہے یا نہیں، وہ وعظ کی مجلسیں گرم رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد مسلمانوں کا اٹھانا نہیں بلکہ اپنی روزی پیدا کرنا ہے لیکن جو واعظین کرام ملت کا درد رکھتے ہیں اور وعظ کہنا ان کا پیشہ نہیں بلکہ دینِ مبین اور ملت کی خدمت ہے انہیں چاہیئے کہ وہ اپنا طریقہ بدل دیں، اور اصلاح کرنے کی کوئی دوسری راہ اختیار کریں۔ مثلاً وہ فضول اور مسرفانہ رواجوں کے خلاف بہت کم بولیں۔ اور اپنی مخالفت کو عملی رنگ دینے کی کوشش کریں مثلاً وہ ایسا انتظام کریں کہ اگر ان کے حلقے میں شادی، ختنہ، عقیقہ یا کوئی دوسری تقریب منائی جائے تو اس کی انہیں اطلاع مل جایا کرے اور وہ وقت سے پہلے تقریب منانے والوں کے پاس پہنچیں اور انہیں اس بات پر راضی کریں کہ وہ خلاف شریعت کوئی کام نہیں کریں گے اور تقریب کو بالکل سادہ طریقہ پر منائیں گے۔ انہیں بتایا جائے کہ قرض لے کر تقریب منانا ان کے نظام زندگی کا پورا نقشہ بدل دیتا ہے۔ باجے گاجے کے ساتھ برات کا جلوس نکالنا چھچھورپن ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی بدنامی کا باعث بھی ہے اور اس پر جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ اسراف بھی ہے۔ بات بات پر تقریب منانا اور اس پر دل کھول کر صرف کرنا پوری ملت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر وہ تقریبات پر خرچ ہونے والی رقم کو بچوں کی تعلیم پر خرچ کریں تو وہ اس مالی کا پارٹ ادا کریں گے جو اپنے گلشن کو پر بہار بناتا اور باغ کی رکھوالی کرتا ہے۔ اس طرح مسلم عوام سے شخصی ربط پیدا کرنے کا نتیجہ ممکن ہے کہ سال دو سال نہ نکلے اور علماء کو بہت سی مضرتیں پیش آئیں مگر انہیں اپنی تگ و دو کو برابر جاری رکھنا چاہیئے۔ اگر واعظین کرام نے اس طریقہ سے پانچ فیصد کامیابی بھی حاصل کرلی تو یہ ہزار وعظوں سے زیادہ قیمتی ثابت ہوگی۔ بار بار کی نجی تبلیغ کبھی نہ کبھی اپنا اثر پیدا کرے گی اور رواجی مسلمان سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس سلسلہ میں عیسائی مشنریوں کو داد دینی پڑتی ہے کہ وہ کسی حلقہ میں دس دس سال کام کرتے اور بے شمار دولت بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور پھر ناکام ہونے پر ذرا بھی مایوس نہیں ہوتے۔ ہم نے ایسے عیسائی مشنری دیکھے ہیں جو دس سال تک ایک بھی عیسائی نہیں بنا سکے مگر کام جاری رکھتے ہیں۔ بعض عیسائی مشنری وحشی قبائل میں جاکر ان کے رسم و رواج اور طریق زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں ان کی زبان سیکھتے ہیں۔ ہسپتال کھولتے ہیں۔ قبائلیوں سے روابط پیدا کرتے ہیں۔ ان کی خدمت کرکے ان کے دلوں میں گھر کرتے ہیں اور صرف تمہید ہی تمہید میں پچیس سال گزار دیتے ہیں مگر کیا مجال کہ دل برداشتہ ہو جائیں۔ یا اپنے کام کی اہمیت کو نظر انداز کر دیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے قائم کردہ ہسپتال میں مریض آکر آرام پاتے ہیں۔ تو یہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اگر بچوں کے لئے کوئی پارک بناتے ہیں تو وہ اندازہ لگاتے ہیں کہ بیس سال بعد اس کا نتیجہ کیا ہوگا، اگر یہی لگن واعظین کرام میں بھی پیدا ہو جائے اور وہ صرف مسلم عوام سے شخصی روابط پیدا کرکے مسرفانہ تقریبات سے نجات دلا دیں۔ زیادہ نہیں صرف پانچ فیصدی تو وہ اپنے مشن میں ناکام نہیں ہو سکتے۔ پھر قول سے زیادہ عمل کا اثر ہوتا ہے اور عمل سے عملی زندگی بنتی ہے۔ ویسے وعظوں میں سب کچھ کہتے رہیئے۔ مسلمان ثواب لوٹ کر الگ ہو جائے گا۔ چونکہ مسرفانہ تقریبات اور رسم و رواج میں عورتیں زیادہ مبتلا ہوتی ہیں اور اکثر گھرانوں میں ان ہی کی بات چلتی ہے اس لئے اگر ان کے ذہنوں کو تبدیل کرنے کے لئے سمجھدار خواتین سے کام لیا جائے تو یہ زیادہ بہتر اور موثر ہوگا۔ آج کل مسلم گھرانوں میں عورتیں وعظ فرماتی ہیں۔ اگر انہیں صحیح خطوط پر کام کرنے کی تربیت دی جائے تو وہ عملی شکل میں بہت بڑا کام کر سکتی ہیں لیکن اکثر واعظ خواتین بھی پیشہ ور ہوتی ہیں اور ان کی جہالت اتنی بڑھی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ اصلاح کے بجائے فساد پیدا کرتی ہیں۔ وہ دین سے واقف نہیں ہوتیں اس لئے وہ ہرنی نامہ کا وعظ فرما کر اپنا وعظ وصول کرتی ہیں۔ جھوٹی داستانیں جیسے اصل معجزے اور کچھ فضول قسم کے اشعار سے ناواقف عورتوں کو اور زیادہ گمراہ کرتی ہیں لیکن اگر انہیں خواتین کو قیادت کی تربیت دی جائے اور وہ وعظ کے ذریعے نہیں بلکہ شخصی اور نجی روابط کے ذریعہ عورتوں کو مسرفانہ تقریبات سے بچانے اور بچوں کی تعلیم پر زور دینے کی کوشش کریں تو نتائج امید افزا نکل سکتے ہیں۔ ہم واعظین کرام سے عرض کریں گے،

باقی صفحہ ۱۸ پر

مرتبہ خالد سلیم

مجلسِ ذکر

اصلاحِ حال کی فکر

از مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

اللہ تعالیٰ کا احسان و شکر ہے کہ اس بے دینی اور بے حیائی کے دور میں ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ ہمارے ہزاروں بھائی ایسے بھی ہوں گے جو اس وقت لغو و فضول کاموں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت اور بے ہدایتوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین)

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

ترجمہ:- اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے پیار و محبت سے نماز پڑھاؤ۔ اور جب بچہ دس سال کا ہو جائے تو اسے مارپیٹ اور سختی سے نماز پڑھاؤ۔

آج اگر مسلمان شریعت کے احکام کی پابندی کریں۔ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے بیوی بچوں کی اصلاح کریں اور اپنے اپنے دائرہ اختیار کے اندر کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرہ کی ساری برائیاں دور نہ ہوں، اور ایک پاکیزہ اور صاف ستھرا معاشرہ نہ بن جائے۔

لیکن آج ہمیں جسمانی امراض کی طرف بہت زیادہ توجہ ہے۔ ذرا بیماری آئے فوراً بیوی بچوں کو ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں یا ڈاکٹر کو بیوی کے پاس لے آتے ہیں لیکن روحانی امراض سے نجات کا نہ ہمیں اپنا خیال ہے اور نہ بیوی بچوں کا۔

ہمارا فرض ہے کہ جسمانی امراض سے نجات کی طرح روحانی امراض سے بھی نجات حاصل کریں، جو کہ سب سے زیادہ مہلک ہیں جن کی تکلیف قبر میں شروع ہوگی۔ اس لئے روحانی ڈاکٹروں (اللہ والوں) کے پاس جائیں۔ ان سے نسخہ شفا یابی حاصل کر کے اسے باقاعدہ استعمال کریں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ حضرتؒ کی صحبت و برکت کی وجہ سے ہمیں اپنی روحانی اصلاح کی تھوڑی بہت فکر ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اسی طرح اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کی اصلاح کی فکر کریں، ان کو بھی کثرتِ ذکر کی تلقین کریں۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ:-

سب کچھ ہے آسان
سب سے مشکل بننا ہے انسان
انسان بناتا ہے قرآن
انسانیت کا نمونہ ہے حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر خوفِ خدا نہیں ہے تو انسان سے بڑھ کر کمینہ، ذلیل، ظالم اور کوئی نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ جیسے انسان عمل کرتا ہے۔ عالمِ مثال میں اس کی صورت بنتی جاتی ہے۔ اگر کسی نے یہاں اللہ کا گھر بنا دیا ہے تو جنت میں اس کا ایک گھر تیار ہو جائے گا۔ نمازی آدمی کے وضو کے اعضاء قیامت کے دن روشن ہوں گے اور بے نمازی کے اعضا کالے ہوں گے۔ مال و دولت کو جمع کر کے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے قبر میں اور قیامت کے دن تکلیف اٹھائیں گے۔ یہ مال و دولت وہاں گنجا سانپ بن کر ان پر مسلط ہوگا، اور ان کو ڈستا رہے گا۔ غرض یہ کہ مختلف برائیوں کی مختلف حیوانی شکلیں عالمِ مثال میں بنتی جاتی ہیں۔ اللہ والے باطن کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ خوفِ خدا سے عاری اور بے دین مسلمان کوئی تو کتے کی شکل کا ہے، کسی کی شکل سؤر کی ہے۔ کسی کی گدھے کی، کسی کی سانپ اور بچھو وغیرہ کی۔ غرضیکہ انسانی ڈھانچہ کے اندر مختلف حیوانی صورتیں ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں سچا، کھرا اور پکا مسلمان بنائے (آمین)

معزز حاضرین! آپ شریعت کی پیروی کریں۔ اپنی روحانی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ کثرت سے ذکر اللہ کریں۔ اس کے بعد اپنے اردگرد اور بیوی بچوں کی اصلاح کریں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب کوئی برائی دیکھو تو اسے ہاتھ سے روکو۔ اگر ہاتھ سے نہ روک سکو تو زبان سے روکو۔ اگر اتنی بھی طاقت نہیں تو اس کو دل میں برا سمجھو اور یہ کم درجے کا ایمان ہے۔

آج نہ ہم اپنی اصلاح کرتے ہیں، اور نہ دوسروں کی فکر ہے۔ جب سے مسلمانوں میں امر و نہی میں کوتاہی ہوئی ہے مسلمان ذلیل و خوار ہو رہے ہیں اور برائیاں بدستور زیادہ ہوتی جا رہی ہیں۔ خوفِ خدا اور شریعت سے کنارہ کشی کا نتیجہ ہے کہ قتل و قتال، مارکٹائی، چوری، اغوا، اور ہزاروں قسم کی برائیاں معاشرہ میں پھیل رہی ہیں،

ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوریؒ کوفہ کی جامع مسجد میں لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے۔ لوگ کثیر تعداد میں محوِ تقریر تھے، اتنے میں ہارون الرشید کے قاصد نے خط لا کر دیا۔ حضرت ثوریؒ نے ہاتھ میں لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جس چیز کو ایک ظالم کے ہاتھ نے چھوا ہو، سفیان اسے چھونے سے قاصر ہے۔ جب کسی نے تحریر پڑھ کر سنائی تو اس میں لکھا تھا کہ میں تخت نشینی کی خوشی میں بے شمار دولت تقسیم کر رہا ہوں تم بھی مجھے آکر ملو۔ آپ نے پشت پر یہ جواب لکھوایا۔

"خدا کے مغرور بندے ہارون کو جس کا ذوقِ ایمان سلب ہو چکا ہے معلوم ہو کہ تو نے قوم کا مال بلا کسی حق کے اپنی تخت نشینی کی خوشی میں لگایا"

اے ہارون! تو نے حق و انصاف سے کنارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی جواب دہی کا انتظار کر! تیرے حاکم بندگانِ خدا کو ظلم و جور سے پامال کر رہے ہیں۔ اور تو تختِ شاہی پر عشرت کر رہا ہے،

جب ہارون نے یہ خط پڑھا تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے اور بے اختیار رونے لگا۔ حضرت سفیان ثوریؒ کی تعلیمات

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

خطبہ جمعہ ۸ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ ۱۲ مارچ ۱۹۶۵ء

حیاء ایمان کا اہم شعبہ اور اسلام کا وصفِ خاص ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَہُمْ ط ذٰلِکَ اَزْکٰی لَہُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ م بِمَا یَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِہِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَہُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوْبِہِنَّ ص (پ ۱۸ سورہ نور آیت ۳۰ - ۳۱)

ترجمہ :- ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے - بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں - اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے - اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں -

حاشیہ شیخ الاسلام رح

بدنظری عموماً زنا کی پہلی سیڑھی ہے - اسی سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے - قرآن کریم نے بدکاری اور بے حیائی کا انسداد کرنے کے لئے اوّل اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا - یعنی مسلمان مرد عورت کو حکم دیا کہ بدنظری سے بچیں اور اپنی شہوات کو قابو میں رکھیں - اگر ایک مرتبہ بے ساختہ مرد کی کسی اجنبی عورت پر یا عورت کی کسی اجنبی مرد پر نظر پڑ جائے تو دوبارہ ارادہ سے اس طرف نظر نہ کرے - کیونکہ یہ دوبارہ دیکھنا اس کے اختیار سے ہوگا - جس میں وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا - اگر آدمی نگاہ نیچی رکھنے کی عادت ڈال لے اور اختیار و ارادہ سے ناجائز امور کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا کرے تو بہت جلد اس کے نفس کا تزکیہ ہو سکتا ہے - چونکہ پہلی مرتبہ دفعتاً جو بے ساختہ نظر پڑتی ہے از راہِ شہوات و نفسانیت نہیں ہوتی - اس لئے حدیث میں اس کو معاف رکھا گیا ہے - شاید یہاں بھی مِنْ اَبْصَارِہِمْ میں مِنْ کو تبعیضہ لے کر اسی طرف اشارہ ہو - (بدنظری سے بچنے کا حکم دینے کے بعد ارشاد باری ہے کہ) حرام کاری سے بچیں اور ستر کسی کے سامنے نہ کھولیں - الا عند من اباحۃ الشارع من الازواج وما ملکت ایمانھم (اس کے بعد تنبیہ کے لئے فرمایا کہ یاد رکھو) آنکھ کی چوری اور دلوں کے بھید اور نیتوں کا حال اللہ کو سب معلوم ہے - لہٰذا اس کا خیال کر کے بدنگاہی اور ہر قسم کی بدکاری سے بچو - ورنہ وہ اپنے علم کے موافق تم کو سزا دے گا -

یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ (مومن رکوع ۲)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ما یصنعون سے مراد غالباً جاہلیت کی بے اعتدالیاں لی ہیں - یعنی جو بے اعتدالیاں پہلے سے کرتے آ رہے ہو - اللہ کو سب معلوم ہے - اسی لئے اس نے اب اپنے پیغمبر کے ذریعہ سے یہ احکام جاری کئے تاکہ تمہارا تزکیہ ہو سکے -

زینت کا ترجمہ

(عورتوں کو جو حکم ہے کہ وہ اپنی زینت کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں - اُس کے متعلق حضرت شیخ الاسلام رح لکھتے ہیں) سنگار عرف میں خارجی اور کسبی آرائش کو کہتے ہیں جو مثلاً لباس یا زیور وغیرہ سے حاصل ہو - احقر کے نزدیک یہاں "زینت" کا ترجمہ سنگار کی بجائے زیبائش کیا جاتا تو زیادہ جامع اور مناسب ہوتا - زیبائش کا لفظ ہر قسم کی خلقی اور کسبی زینت کو شامل ہے - خواہ وہ جسم کی پیدائشی ساخت سے متعلق ہو یا پوشاک وغیرہ خارجی ٹیپ ٹاپ سے -

خلاصہ مطلب

یہ ہے کہ عورت کو کسی قسم کی خلقی یا کسبی زیبائش کا اظہار بجز محارم کے کسی کے سامنے جائز نہیں - ہاں جس قدر زیبائش کا ظہور ناگزیر ہے - اور اس کے ظہور کو بسبب عدم قدرت یا ضرورت کے روک نہیں سکتی اس کے بمجبوری یا بضرورت کھلا رکھنے میں مضائقہ نہیں (بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو -) حدیث و آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں الا ما ظھر منھا میں داخل ہیں - کیونکہ بہت سی ضروریات دینی و دنیوی ان کے کھلا رکھنے پر مجبور کرتی ہیں - اگر ان کے چھپانے کا

مطلقاً حکم دیا جائے تو عورتوں کے لئے کاروبار میں سخت تنگی اور دشواری پیش آئے گی۔ آگے فقہاء نے قدمین (پاؤں) کو بھی ان ہی اعضاء پر قیاس کیا ہے اور جب یہ اعضاء مستثنیٰ ہوئے تو ان کے متعلقات مثلاً چھلا، انگوٹھی یا مہندی وغیرہ کو بھی استثنا میں داخل ماننا پڑے گا۔ لیکن واضح رہے کہ الا ما ظہر منہا سے صرف عورتوں کو بضرورت ان کے کھلا رکھنے کی اجازت ہوئی۔ نامحرم مردوں کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ آنکھیں لڑایا کریں۔ اور ان اعضاء کا نظارہ کیا کریں۔ شاید اسی لئے اس اجازت سے پیشتر حق تعالیٰ نے غض بصر کا حکم مومنین کو سنا دیا ہے (دلیل) معلوم ہوا کہ ایک طرف سے کسی عضو کے کھولنے کی اجازت اس کو مستلزم نہیں کہ دوسری طرف سے اس کو دیکھنا بھی جائز ہو۔ آخر مرد جن کے لئے پردہ کا حکم نہیں اسی آیت بالا میں عورتوں کو ان کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ نیز یاد رکھنا چاہیے کہ ان آیات میں محض ستر کا مسئلہ بیان ہوا ہے۔ یعنی اس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ اپنے گھر کے اندر ہو یا باہر، عورت کو کس حصہ بدن کا کس کے سامنے کن حالات میں کھلا رکھنا جائز ہے۔ باقی مسئلہ حجاب یعنی شریعت نے عورت کو کن حالات میں گھر سے نکلنے اور سیر و سیاحت کرنے کی اجازت دی یہاں مذکور نہیں۔ اس کی تفصیل سورہ احزاب میں ہے۔ ہم نے یہاں فتنہ کا خوف نہ ہونے کی جو شرط بڑھائی وہ دوسرے دلائل اور قواعد شرعیہ سے ماخوذ ہے جو ادنیٰ تامل اور مراجعت نصوص سے دریافت ہو سکتی ہیں۔

اس آیت میں چونکہ ستر کا مسئلہ بیان ہوا ہے اور (بدن کی خلقی زیبائش میں سب سے زیادہ نمایاں چہرہ سینہ کا ابھار ہے (اس لئے) اس کے مزید تستر (چھپانے) کی خاص طور پر تاکید فرمائی۔ اور جاہلیت کی رسم کو مٹانے کی صورت بھی بتلا دی۔ جاہلیت میں عورتیں خمار (اوڑھنی) سر پر ڈال کر اس کے دونوں پلے پشت پر لٹکا لیتی تھیں۔ اسی طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی۔ یہ گویا حسن کا مظاہرہ تھا۔ قرآن کریم نے بتلا دیا کہ اوڑھنی کو سر پر سے لا کر گریبان پر ڈالنا چاہیے تاکہ اس طرح کان، گردن اور سینہ پوری طرح چھپا رہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ:-

(۱) مومن مردوں اور عورتوں کے لئے لازم ہے کہ وہ راستہ میں چلتے ہوئے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

(۲) ہر حال میں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یعنی حرام کاری سے بچیں۔

(۳) مومن عورتیں اپنی کسی زیبائش کو محارم کے علاوہ اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔

(۴) مستورات صرف ہاتھ اور پاؤں کھلے رکھ سکتی ہیں۔

(۵) نہ عورتوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے کی اجازت ہے اور نہ مردوں کو نامحرم عورتوں کے تاکنے جھانکنے کی چھٹی ہے۔

(۶) عورتوں کو دوپٹہ اس طرح اوڑھنا چاہیے کہ کان، گردن اور سینہ پوری طرح چھپے ہوئے ہیں۔

(۷) احکام مذکورہ کی موجودگی میں بھی اگر کوئی مرد یا عورت ان کی ظاہرا یا خفیہ خلاف ورزی کرے تو اسے جان لینا چاہیے کہ اللہ رب العزت آنکھوں کی چوری، دلوں کے بھید اور نیتوں کے حال سے پوری طرح باخبر ہیں۔ چنانچہ کوئی متنفس بھی اس کی گرفت یا پکڑ سے کسی طرح بچ نہیں سکتا۔

بزرگان محترم اور میری عزیز بہنو!

آپ نے اندازہ فرما لیا کہ اسلام کس طرح عورتوں کو اپنی خلقی و کسبی زیبائش کے چھپانے کا حکم دیتا ہے اور مرد و عورت ہر دو کو نگاہیں نیچی رکھنے کا شاہی اعلان سنا کر حیا و عفت اور پاکدامنی کے کس مقام پر لے جانا چاہتا ہے

قرآن عزیز میں ایک دوسری جگہ اللہ رب العزت اپنے پیارے نبی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ہمکلام ہوتے ہیں:-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (سورہ الاحزاب آیت ۵۹)

ترجمہ:- اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے مونہوں پر نقاب ڈالا کریں۔ یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچانی جائیں پھر نہ ستائی جائیں۔

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

لکھتے ہیں کہ "پہچانی پڑیں کہ بی بی ہے صاحب ناموس، بدذات نہیں، نیک بخت ہے۔ اور بدنیت لوگ اس سے نہ الجھیں۔ گھونگھٹ اس کا نشان رکھ دیا۔ یہ حکم بہتری کا ہے۔"

حاشیہ شیخ الاسلام رح

بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں۔ روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہیے

زمانہ جاہلیت کی روش

ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (سورہ الاحزاب ۳۳)

ترجمہ :- اور گزشتہ زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

حاشیہ شیخ الاسلام

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتی اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں۔ اس بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے۔ اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھر میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش نہ کرتی پھریں۔

حاصل

یہ نکلا کہ بناؤ سنگھار کر کے عورتوں کا باہر نکلنا اور اپنے بدن اور لباس کا علانیہ مظاہرہ کرنا زمانہ جاہلیت کی روش ہے۔ مومنہ عورت کا کام آئندہ نسل کی افزائش و تربیت، گھر کی دیکھ بھال اور یاد الٰہی میں شاغل رہنا ہے۔

غور فرمائیے!

اسلام نے عورتوں کو نہ صرف نمائش حسن و جمال اور بناؤ سنگھار کر کے پھرنے سے منع کیا ہے بلکہ ان کو خلقی و کسبی زیبائش کے ہر قسم کے مظاہرہ سے بھی روکا ہے اور فقط ضرورت کے وقت منہ پر نقاب ڈال کر باہر نکلنے کی اجازت دی ہے لیکن آج کل حال یہ ہے کہ ہماری قوم کی ماؤں اور بہنوں نے بے پردگی اور عریانی کو شعار بنا لیا ہے۔ کھچے تنگے کپڑے پہننا فیشن بن گیا ہے۔ سر پر اوڑھنی ہے نہ ستر کا اہتمام۔ جس طرف دیکھو عورتوں کے غول کے غول بناؤ سنگھار کئے نیم عریاں حالت میں دعوتِ گناہ دیتے نظر آئیں گے۔ نفیس غلیلی مرحوم زندہ ہوتے تو نہ جانے کن الفاظ میں اس شرمناک ماحول کی عکاسی کرتے؟ آج سے کافی عرصہ پہلے جب عریانی و بے حیائی ابھی اس حد تک نہیں پہنچی تھی۔ انہوں نے ایک نظم میں مسلمان عورت کی بے حیائی کا نقشہ کچھ اس انداز میں کھینچا تھا:

نقاب اٹھ گیا رہ گئی بے نقابی
حیا چل بسی، آ گئی بے حجابی
جو ننگی ہے پنڈلی، کھلی ہے کلائی
سرِ عام ہوتی ہے جلوہ نمائی
حیا سوز بیٹی کا اللہ والی
مقدّر کی ہیٹی کا اللہ والی
جو عریاں ہیں بازو برہنہ ہیں سینے
اقارب ہیں سب بے حمیّت کمینے
سمندر ہے اور کاغذی ہیں سفینے
جہنم ہے اور کانچ کے آبگینے
وہ بھائی ہے ملعون جس کی بہن ہے
وہ دولہا ہے نامرد جس کی دُلہن ہے
مسلمان عورت، دکانوں پہ جائے
حیا سوز چہرے سے برقعہ اٹھائے
دلوں پر نگاہوں کا سکّہ جمائے
تو دیکھے مگر تجھ کو غیرت نہ آئے
یہ عصمت فروشی ہے عصمت تابی
مسلمان عورت ہے یا مرغ آبی
کہ سینے کو تانے چلی آ رہی ہے
زمین بار عصیاں سے تھرّا رہی ہے
دکانوں میں پھیلی ہوئی چار سو ہے
شب و روز اغیار سے دو بدو ہے
سرِ عام شورش پسند اس کا آہنگ
نہ مجمع سے خائف نہ انبوہ سے ننگ
کہیں اس سے صرّاف کا قافیہ تنگ
کہیں بے حجابانہ بزّاز سے جنگ
یہ ہیں کجکلاہانہ شانیں تمہاری
یہ ہیں چشم بد دور آنیں تمہاری
حیا سوزیاں، خامشی سے گورا
تمہیں آہ! تقلیدِ مغرب نے مارا
میری عزیز بہنو!

یہ بے حیائی اور عریانی مسلمان عورت کا کردار نہیں۔ مسلمان عورت اللہ اور اس کی رسول کی فرمانبردار ہوتی ہے۔ عصمت و عفت کا پیکر ہوتی ہے۔ نیکی و تقویٰ کے جواہر سے لدی ہوتی ہے۔ اس کے چہرہ پر حیا کا غازہ اور آنکھوں میں شرافت کے موتی ہوتے ہیں۔ وہ خاوند کی ناموس پر مر مٹنے والی ہوتی ہے، اور اس کے پردہ کا یہ عالم ہوتا ہے کہ چشم فلک بھی اسے دیکھنے کے لئے ترستی ہے۔ یاد رکھیے! ایسی ہی مائیں ہیں جو حسینؓ جنتی ہیں، شیخ عبدالقادر جیلانی کو جنم دیتی ہیں اور امامِ مالک کا سا لعل اپنی گود میں کھلاتی ہیں۔

اللہ تعالٰے ہماری سب ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، دیگر ازواج مطہرات اور صحابیات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خرابی کی جڑ

محترم حضرات! اگر آپ غور فرمائیں کہ ہماری اس بے راہروی کا باعث کیا ہے؟ بے حیائی اور عریانی کے علانیہ مظاہرے کیوں ہو رہے ہیں تو صاف طور پر نظر آئے گا کہ اس کی اصل وجہ ہماری دین سے دوری ہے، کتاب و سنت کی تعلیمات سے غفلت ہے۔ اسلامی اخلاق و عادات سے تہی دامنی ہے۔ مخالفینِ اسلام بھی جب چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو مغلوب کیا جائے، ان میں نفاق اور عداوت کا الاؤ روشن کر دیا جائے تو وہ پہلے یہی حربہ اختیار کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو قرآن و سنت کی تعلیمات دور کر دیا جائے نیکی و تقویٰ کی روح ان میں سے نکال لی جائے اور عصمت و عفت کے جواہر ان کے دلوں اور دماغوں سے اچک لئے جائیں چنانچہ خرابی کی جڑ یہی بے حمیتی اور بے حیائی بنتی ہے۔ کیونکہ درحقیقت عصمت و عفت اخلاق و خدا ترسی اور نیکی و تقویٰ کے لئے شرم و حیا کا ہونا بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور یہی وہ جذبہ ہے جو انسان کو برے کاموں بری باتوں اور فواحش و منکرات سے روکتا ہے، اچھے اور شریفانہ کام کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور اس طرح ایمان کی تقویت کا باعث

باقی صفحہ ۱۰ پر

حافظ محمد ادریس سال دوم
جناح ہوسٹل

قرآن عظیم ترین کتاب ہے

اس دنیا کو خالقِ کائنات نے پیدا کر کے یوں ہی نہیں چھوڑ دیا کہ بس قوانینِ فطرت کے ذریعہ اس کے سارے کاروبار چلتے رہیں نہ ہی اس دنیا میں بسنے والے انسانوں کو شتر بے مہار کی طرح آزاد کر دیا ہے۔ بلکہ اللہ نے تو جب آدم علیہ السلام کو اس دنیا پر بھیجا تھا تو اسی وقت ان کو اور ان کی وساطت سے ان کی تمام اولاد کو واضح طور پر متنبہ کر دیا تھا کہ میں تمہاری ہدایت کا پورا انتظام کروں گا آگے ہدایت کو اپنانا یا ضلالت و گمراہی پر ڈٹے رہنا یہ تمہارا اپنا انتخاب و اختیار ہوگا۔ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

یہ رشد و ہدایت اللہ کی طرف سے پیغمبروں کا ایک سلسلہ جاری ہو کر بنی نوعِ آدم تک صحیح معنوں میں پہنچ گئی۔ اللہ کے تمام رسل (علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم) ایک ہی پیغام دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے اور وہ ایک اللہ کی حاکمیت اور تصورِ یوم الآخر پر مبنی تھا۔ انبیاء کے اس سلسلۃ الذہب کی تکمیل فخر موجودات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں جلوہ افروز ہونے سے ہو گئی۔ آپ کے بعد دنیا میں کوئی نبی یا رسول نہ آیا ہے نہ آئے گا تو عقل اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اہل دنیا کے لئے اس چیز کی ضمانت ہونی چاہیئے کہ اب وہ اگر صحیح راستہ پر قائم رہنا چاہیں تو ان کی رہنمائی و ہدایت کا تسلی بخش انتظام ہو۔ یہ ضمانت ہم کو دنیا میں قرآن حکیم کے موجود ہونے سے مل جاتی ہے۔ سابقہ انبیاء کے صحف میں اس قدر تحریف و ترمیم ہوئی ہے کہ اب ان کا صحیفۂ آسمانی کہلانا بھی محلِ نظر ہے۔ قرآن کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ اس کی حفاظت و بقا کا ذمہ خود خالق حقیقی نے لیا ہے فرمایا:۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝"

یہی وجہ ہے کہ چودہ صدیوں کے اتنے لمبے عرصہ میں آج تک قرآن کا ایک ایک حرف بلکہ ایک ایک شوشہ اپنی جگہ پر بالکل اسی طرح محفوظ و مامون ہے جس طرح کہ تنزیل کے وقت تھا۔

قرآن مجید پر اس کے مخالفین نے بالکل ابتدائی دور میں یہ اتہام باندھا تھا کہ (نعوذ باللہ) یہ کلام خدا نہیں بلکہ محمد علیہ اسلام کی اپنی تصنیف ہے۔ اور اگر ہم چاہیں تو اس جیسی تصنیف بنا دیں "لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اور پھر کئی بدبختوں نے تو یہاں تک بھی کہہ ڈالا کہ محمد علیہ اسلام کو یہ کتاب سکھائی جاتی ہے اور سکھانے والا کوئی آدمی ہے اور وہ بھی عجمی۔ قرآن کہتا ہے، لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ۝

کیسی حکمت سے ان کے باطل الزامات کو رد کیا ہے کفار نے جیسا کہ قرآن میں موجود ہے یہ بھی کہا کہ: "اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ" یہ آدمی کے مقالہ جات ہیں۔

قرآن نے ان کو یہ چیلنج کیا کہ اگر یہ اللہ کا کلام ہونے کی بجائے کسی آدمی کا افترا ہے تو آؤ تم بھی اپنے آپ کو اہل زبان سمجھتے ہو اسکے مقابلہ پر اس جیسی دس سورتیں ہی لے آؤ۔ "فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ" اور پھر دوسری جگہ قرآن نے دس کی قید بھی اڑا دی اور کہا کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ" تم اس جیسی صرف ایک سورت ہی بنا لاؤ اور اللہ کے علاوہ تم جسے چاہو (مدد کے لئے) بلا لو۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ اس چیلنج کا جواب آج تک اسلام اور قرآن کے دشمنوں سے بن نہیں پڑا۔ آج بھی یورپ کے بے شمار مستشرقین جو زبانِ عربی میں یکتائے روزگار سمجھے جاتے ہیں اور مشرقِ وسطیٰ میں بسنے والے عرب عیسائی جو اسلام کے خلاف ہر وقت زہر اُگلتے رہتے ہیں قرآن کے اس دعوی کے سامنے عاجز ہیں۔

قرآن کے علاوہ دنیا کی کسی بھی اور کتاب نے اس قسم کا دعویٰ کر کے پوری دنیا کو بے بس نہیں کیا ہے ہم تمام صحفِ آسمانی کی دلی تعظیم کرتے ہیں کیوں کہ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ" بنا کر بھیجا ہے مگر وہ صحیفے آج دنیا سے محو اور ناپید ہو چکے ہیں اور ان میں تحریف در تحریف کا عمل صدیوں سے جاری ہے۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ" اس لئے آج آسمانی ہدایت کی صورت میں صرف ہمارے پاس قرآن ہی محفوظ ہے۔

اس کتاب کے منزل من جانب اللہ ہونے کے لئے اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے اوّل روز سے لے کر آج تک تمام دنیا کو عام دعوت دے رکھی ہے کہ اگر وہ اس کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اس جیسی ایک سورۃ ہی بنا دیں مگر تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ آج تک دھرتی کے سینہ پر بسنے والی نسلِ انسانی میں سے کسی کو بھی یہ ہمت و جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اس چیلنج کو قبول کر سکے۔ دنیا میں بڑے بڑے شعراء، فضلا، ادبا، زباندان اور جیّد علماء پیدا ہوتے رہے ہیں اور آج بھی دنیا میں موجود ہیں ماضی و حال کے ان علماء میں اسلام اور قرآن کے دشمن اہلِ علم کی بھی کمی نہ تھی مگر اس معاملہ میں ان کا سکوت بلکہ عجز اس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہ کتاب رب العالمین کی فرستادہ ہے۔

مسلمانوں کے پاس یہ ایک ایسا خزانہ ہے جس کی مثل دنیا میں نہیں

ہے۔ ہر قسم کے مسائل و معاملات کا حل اس کے اندر موجود ہے تمام امور میں رہنمائی دینے کی صلاحیت اس میں ہے اور مومنین کے واسطے اس میں بشارت و خوش خبری ہے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

حقیقت تو یہ ہے کہ جب قرآن مجید کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو آدمی محسوس کرتا ہے کہ کس عمدہ طریقہ سے پیچیدہ مسائل کو حل کر دیا گیا ہے۔" ایک مغربی مفکر ڈاکٹر موریس نے اس چیز کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے "مطالب کی خوش اسلوبی اور مقاصد کی خوبی کے اعتبار سے قرآن تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت رکھتا ہے" اسی طرح کونٹ ہنری دی کاسٹری نے بھی کہا ہے "قرآن مجید کے کلام پر عقل حیرت زدہ ہے"۔

بحیثیت ایک قوم و ملت ہم بہت ہی بدقسمت ہیں کہ ہم قرآن کو چھوڑ کر مغربی اور اشتراکی فلسفۂ حیات کی طرف دوڑتے ہیں۔ ہماری پستی اور تنزل کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہم نے قرآن کے اندر تفکر اور غور کرنا چھوڑ دیا ہے۔ جب تک ملت بیضا نے قرآن کو صحیح معنوں میں سینہ سے لگائے رکھا کامیابی نے ہر شعبہ اور ہر میدان میں اس کے قدم چومے اور ایک قلیل عرصہ میں قرآن کی برکتوں سے ہمارے اسلاف نے تاریخِ عالم کے دھارے کا رخ موڑ دیا۔ مگر جب ہم نے قرآن سے بے اعتنائی برتنی شروع کر دی تو ہم قعرِ مذلت میں گر گئے اور ہمارا کردار یہاں تک پست ہو چکا ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے کتراتے ہیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ قوموں کو بلند رتبہ عطا کرے گا اور اس کتاب ہی کے ذریعہ قوموں کو پست و ذلیل کرے گا۔ یہ بات بالکل درست ثابت ہوئی جن اقوام نے اس کتاب کے اصولوں اور قوانین کو اپنایا وہ درجاتِ بلند پر فائز ہوئیں اور جن قوموں نے اس کی رہنمائی کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا وہ بری طرح تباہ ہوئیں۔

ہماری یہ کچھ عادت سی بن چکی ہے کہ ہم ہر شعبۂ حیات میں دیارِ فرنگ کے فرزانوں سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور ان کی ہر بات کو آمنّا صدّقنا کہہ کر سر آنکھوں پر رکھتے ہیں مگر قرآن کے متعلق اکثر مغربی حکماء کے اقوال و آراء کو آج تک سمجھنے کی کوشش نہیں کی یہاں چند غیر مسلموں کے قرآن کے بارہ میں خیالات کا بیان بے محل نہ ہوگا۔

آج دنیا میں ہر طرف افراتفری مچی ہوئی ہے۔ دنیا دو بلاکوں میں منقسم ہے اور تیسری عالم گیر جنگ کسی بھی وقت دنیا کو بھسم کر کے رکھ سکتی ہے۔ ہر آدمی یہ کہتا ہوا سنا جاتا ہے کہ "بھائی! امن کس طرح قائم ہو سکتا ہے۔ دنیا کا مسلّمہ مفکر۔ ادیب اور فرانس کا عظیم مصلح۔ موسیو گاستن کارتے کہتا ہے کہ "قرآن مجید کے بغیر کسی بھی اور طریقہ سے دنیا کا امن و امان قائم نہیں رہ سکتا"۔

ہم آج من حیث القوم جس ابتر حالت میں زندگی کے ایّام گذار رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں قوم کے اہلِ فکر حضرات ہر وقت اسی سوچ میں غرق رہتے ہیں کہ کس طرح ہم اپنی گذشتہ تاریخ کا اعادہ کر سکتے ہیں مگر پادری جی۔ ایم۔ راڈویل کہتا ہے۔ "قرآن مجید بے شک عربوں کے لئے برکت ہے"۔ اس کا اشارہ ہے خیر القرون کے عربوں کی طرف جنہوں نے روحِ قرآن کو سمجھا ہوا تھا۔ آج پھر قرآن فہمی کی ضرورت ہے۔

چیمبرز انسائیکلو پیڈیا میں محمڈن ازم کے ضمن میں قرآن کا ذکر یوں کیا گیا ہے "قرآن مجید غایت درجہ کی مؤثر اخلاقی نصائح کا مجموعہ ہے"۔ مگر اسے کیا کہیئے کہ خود ہم یورپ و امریکہ کے مخربِ اخلاق لٹریچر پر فریفتہ ہیں۔ سر ولیم میور مشہور مستشرق عالم کہتا ہے "قرآن مجید ایک قانونِ فطرت ہے"۔ یہ بالکل درست ہے۔ مسلم قوم ایک طرح سے مردہ ہو چکی ہے اور اس کی یہ مردگی صرف عقل و ذہن کے خوابیدہ ہو جانے کی وجہ سے ہے۔ کاش کہ امّت "عثمان ویل ڈی اِش" کے اس قول کی طرف ہی توجہ دے وہ کہتا ہے۔ "قرآن مجید مردہ عقل اور علم کو زندہ کرتا ہے"۔

مورّخ گبن کہتا ہے "قرآن مجید سارے جہاں میں ایک منفرد چیز ہے جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی"۔ یہ بات ہمارے لئے ایک مہمیز سے کم نہ ہونی چاہیئے مگر ہائے ناکامی کہ ہم سارے جہاں کو کھنگال مارنے پر تیار رہتے ہیں مگر درونِ خانہ کے اس خزانہ سے بے خبر ہیں۔ اور کبھی ہم کو احساس تک نہیں ہوا کہ ہم کتنی بڑی دولت کے رازدان اور امین ہیں۔

آج نہ صرف پاکستان میں بلکہ پورے عالم اسلام میں عیسائیت بڑی تیزی پھیل رہی ہے۔ اور ہم ہر روز اخبارات میں اپنی امت کے افراد کے متعلق نصرانیت کو قبول کرنے کی خبریں پڑھتے رہتے ہیں اس کی وجہ مناذ اللہ یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہماری کتاب یا ہمارے دین پر عیسائیت کسی معاملہ میں فائق ہے بلکہ اس کی واحد وجہ ہماری غفلت و سستی اور صلیب برداروں کی ان تھک محنت و جستجو ہے ورنہ خود عیسائی عالم ڈین سٹینلے کہتا ہے۔ "قرآن کا قانون بائبل سے زیادہ مؤثر ہے"۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل غیر مسلم علماء کے خیالات بھی قابلِ ملاحظہ ہیں۔

۱۔ "قرآن مجید بے تعصبی اور رواداری سکھاتا ہے"۔ (مسز سروجنی نائیڈو) (آئیڈیلز آف اسلام)

۲۔ "قرآن کی زبان بے عیب، فصیح اور بے نظیر ہے"۔ (جارج سیل)

۳۔ "قرآن مجید ایک مصلح قوت ہے"۔ (ڈاکٹر جانسن)

۴۔ قرآن مجید کی خوبی اس کی ہمہ گیر صداقت میں مضمر ہے۔ (کارلائل)

۵ قرآن مجید کی زبان بے عیب۔ فصیح اور بے نظیر ہے۔ (جارج سیل)

۶۔ قرآن کریم نے ایک مخصوص نظامِ تہذیب و تمدن پیدا کیا ہے۔ (جان جاک)

دنیا کے ایک عظیم جنگ جو۔ فاتح اور بہادر جرنیل نپولین بونا پارٹ کے خیالات قرآن مجید کے بارہ میں ملاحظہ فرمایئے۔

"میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے دین پر یقین رکھتا ہوں۔ اور ایک ایسی مملکت قائم کرنا چاہتا ہوں جو قرآن کے سچے اصول پر قائم ہو"۔

"مجھے امید ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب میں دنیا کے تمام ملکوں کے دانشمندوں اور علماء کو جمع کروں گا اور دنیا میں ایک ایسی عالمگیر عدل پرور حکومت قائم کروں گا جس کی بنیادیں قرآن مجید کے ابدی قوانین اور اصولوں پر مبنی ہوں گی۔ میرا یہ یقین ہے کہ قرآن پاک کے قوانین ہی انسانیت کے لئے سچے اصول ہیں اور نسلِ انسانی کی فلاح صرف قرآن کے نظامِ حیات میں ہے۔" (بونا پارٹ اینڈ اسلام مصنفہ شرفل پیرس)

ان سطور کے پڑھنے سے ممکن ہے قارئین کرام کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ یہ باتیں بعید از حقائق ہیں کیوں کہ قرآن کے بارہ میں ایسے خیالات کا اظہار کرنے کے بعد وہ لوگ حلقہ بگوشِ اسلام کیوں نہ ہو گئے مگر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ باتیں جو سطورِ بالا میں تحریر کی گئی ہیں بالکل صحیح ہیں کیوں کہ تاریخ کی چھان بین کرنے والوں نے ان میں کسی سقم یا مبالغہ کی نشان دہی نہیں کی اور متعلقہ حضرات کی تحریریں ان کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں رہی یہ بات کہ ان لوگوں نے اسلام کیوں نہ قبول کر لیا تو اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مثلاً

(ا) یہ خیالات ان مفکرین نے ہماری تاریخ کا مطالعہ کرنے کے بعد کئے تھے مگر ان کے اسلام نہ لانے کی سب سے بڑی وجہ ان کے دور کی ملتِ اسلامیہ کی زبوں حالی تھی جبکہ خود ہم نے قرآن کو پس پشت ڈال رکھا تھا۔ اور دنیا کے کسی چپہ پر بھی قرآن کی حکومت موجود نہ تھی اور نہ ہے۔

(ب) بعض اوقات کسی بات کو سچ جان لینے کے بعد بھی قومی و ملی تعصب آدمی کو اس کے قبول کرنے سے روک دیتا ہے اور یہ معاملہ عظیم مفکرین سے بھی پیش آ سکتا ہے۔

(ج) اسلام انسان سے بہت سے مطالبات کرتا ہے اور قرآن اس کو واضح طور پر سمجھا دیتا ہے کہ خوب دیکھ لے یہاں تیری اپنی مرضی اور خواہشات کو کوئی دخل نہ ہو گا یہاں ہر چیز اللہ کے سپرد کر دینی پڑے گی۔

مگر یہ بندشیں اکثر لوگوں کو بار معلوم ہوتی ہیں اور اگرچہ وہ اس دین کی حقانیت پر مطمئن ہوتے ہیں تاہم قبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں اور یہ ان کی بشری کمزوریوں کی نشانی ہے۔

اور پھر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بے شمار مفکرین نے ایسے خیالات کا نہ صرف اظہار کیا بلکہ عملی طور پر دعوتِ قرآن پر لبیک بھی کہا۔ ان لوگوں کا ذکر میں اپنے کسی دوسرے مضمون میں انشاء اللہ العزیز کروں گا۔ تاہم محترمہ مریم جمیلہ بیگم کی مثال بہت نئی اور واضح ہے جنہوں نے دنیا کے تمام نظامہائے زندگی کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اگر نجات کا کوئی ذریعہ ہے تو وہ صرف اسلام ہی کی آغوش میں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کیا اور آج ان کی طرف سے ہم اپنے اخبارات و رسائل میں اسلامی طرزِ زندگی اور دیگر "فیشنز آف لائف" (Fashions of life) کا بڑا تحقیقی موازنہ پڑھتے رہتے ہیں۔ کراچی کا ماہوار انگریزی جریدہ "مسلم نیوز انٹرنیشنل" ہر ماہ ان کے کسی نہ کسی آرٹیکل سے مزین ہوتا ہے۔

المختصر حاصلِ بحث یہ ہے کہ قرآن مجید ہی اللہ کا کلام ہے جو ہمارے پاس صحیح صورت میں موجود ہے اور وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم من حیث القوم تعلیماتِ قرآنی کو اپنائیں اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔

؎ آن کتاب زندہ قرآنِ حکیم
حکمتِ او لایزال است قدیم

بقیہ:- خطبہ جمعہ

بنتا ہے۔ اسی لئے

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:-

اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ

ترجمہ:- حیاء ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے۔

اسلام کا وصفِ خاص

حدیث میں آتا ہے:-

عَنْ زَیْدِ بْنِ طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ اَلْحَیَاءُ (رواہ مالک مرسلاً)

ترجمہ:- زید ابن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دین کا کوئی خاص وصف ہوتا ہے۔ اور اسلام کا وصف خاص حیاء ہے

خوب سوچ لیجیے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء کو ایمان کا اہم شعبہ اور وصف خاص قرار دے کر کس قدر اس کی اہمیت واضح فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بے حیائی اور عریانی سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے اسلام کے اس وصف خاص حیاء کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی سعادت نصیب فرمائے

آمین یا الٰہ العالمین

دین حق کا داعی

ہفت روزہ خدام الدین - لاہور

گھر گھر پہنچا کر تجارتی نفع اور تبلیغ کا ثواب حاصل کریں۔ ہر بڑے شہر اور قصبہ میں دیانتدار اور مخلص کارکنوں کی ضرورت ہے۔

(مینیجر)

مولوی نور النبیؐ خطیب جامع مسجد
چلتن مارکیٹ کوئٹہ

مسائل زکوٰۃ

زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ کا ذکر قرآن مجید میں بیاسی (۸۲) دفعہ نماز کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ بھی نماز کی طرح اسلام کا ایک بڑا ضروری رکن ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی قیامت کے دن سزا

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

(پارہ ۱۰ رکوع ۱۱)

جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اُن کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں نکالتے) سو آپ اُن کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سُنا دیجئے جو کہ اُس روز واقع ہو گی۔ کہ اُن کو دوزخ کی آگ میں (اوّل) تپایا جاوے گا۔ پھر اُن سے اُن لوگوں کی پیشانیوں اور اُن کی کروٹوں اور اُن کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔

(اور جتلایا جاوے گا کہ) یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کر کے رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو (بیان القرآن پ ۱۰ ع ۱۱)

بخیل دولتمند سے جب خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کو کہا جائے تو اُس کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں زیادہ کہو تو اعراض کر کے اِدھر سے پہلو بدل لیتا ہے۔ اگر اس پر بھی جان نہ بچی تو پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے۔ اس لئے سونا چاندی تپا کر اِن ہی تین موقعوں پیشانی پہلو پیٹھ پر داغ دیئے جائیں گے۔ (فوائد عثمانی)

حرام کی کمائی تو ہر صورت میں باعث عذاب ہوگی اور یہ عذاب تو صرف اُن لوگوں کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ جو اپنی حلال طریقے سے حاصل کی ہوئی دولت کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں لہذا اپنے مال سے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ قیامت کے دن عذاب کا سبب نہ بن جائے۔

قرآن مجید کی اس آیت میں جو سزا زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے کے متعلق بتائی گئی ہے اس کے بعد زکوٰۃ کی اہمیت کے متعلق کچھ اور آیات یا احادیث بیان کرنے کی ضرورت نہیں رہتی تھوڑے سے لالچ کے بدلے زکوٰۃ کا نہ ادا کرنا کتنی تعجب کی بات ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت میں سے ہی ۱/۴۰ (چالیسواں) حصہ نکال کر سال بسال دینا ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کے مسائل

مسئلہ۔ زکوٰۃ ہر اُس مسلمان پر فرض ہے جو عاقل بالغ ہو اور اتنی دولت رکھتا ہو جس پر زکوٰۃ کا حکم ہے۔

یہ دولت قرض اور ضروریات زندگی سے زائد ہو اور ایک سال تک اُس کے پاس رہی ہو۔

اسی مسئلہ کی تشریح

(۱) عاقل ہو:۔ یعنی پاگل دیوانے پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

(۲) بالغ ہو:۔ یعنی نابالغ بچہ اگر مالدار ہو تو اُس کے مال پر زکوٰۃ فرض نہیں جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے۔

(۳) اتنی دولت رکھتا ہو جس پر زکوٰۃ کا حکم ہے:۔ یعنی ۵۲ تولے ۶ ماشے چاندی یا ۷ تولے ۸ ماشے ۲ رتی سونا یا تجارتی مال کہ جس کی قیمت مذکورہ بالا چاندی کی قیمت کے برابر یا سونے کی قیمت کے برابر ہو۔

(۴) دولت قرض سے زائد ہو:۔ یعنی اگر کسی کے پاس نقد روپے یا زیور یا تجارتی مال ہے مگر اُس نے کسی کا قرضہ دینا ہے۔ تو قرضے کی جتنی رقم ہو گی وہ اس رقم سے منہا کر کے باقی رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ مثلاً ۳۰۰ روپے اُس کے پاس ہیں اور ۱۲۰ روپے اُس نے کسی کا قرضہ دینا ہے تو ۳۰۰ سو میں سے ۱۲۰ روپے منہا کر کے صرف ۱۸۰ روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

اور اگر اُس کے پاس ۳۰۰ روپے کی مالیت خواہ نقدی یا زیور یا تجارتی مال کی صورت میں ہے۔ اور قرضہ بھی اُس کے سر پر ۳۰۰ روپے یا اس سے زیادہ ہے تو ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

(۵) ضروریات زندگی سے زائد ہو:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے سچے موتیوں کے ہار یا جواہرات نیز گھر کا دیگر سامان برتن بستر فرنیچر قالین وغیرہ غرضیکہ سونے چاندی کی چیزوں کے سوا گھر کی باقی جتنی چیزیں ہوں گی خواہ وہ کتنی ہی قیمتیں ہوں اُن پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۶) ایک سال تک اُس کے پاس رہی ہو:۔ یعنی زکوٰۃ کا مال ایک سال تک پاس رہا ہو۔ دوران سال میں کمی بیشی کا کچھ اعتبار نہیں۔ مثلاً ماہ رمضان میں کسی کے پاس ۵۰۰ روپے آ گئے دو تین ماہ کے بعد ۲۰۰ روپے خرچ ہو گئے اور پاس صرف ۳۰۰ روپے رہ گئے چھ سات ماہ کے بعد ۴۰۰ روپے اور آ گئے اور اُس کے پاس اب ۷۰۰ روپے ہو گئے مگر آٹھ نو ماہ کے بعد ۲۵۰ روپے خرچ ہو گئے اور پاس صرف ۴۵۰ روپے رہ گئے پھر دوسرے ماہ رمضان سے کچھ دن پہلے ۵۰۰ روپے اور آ گئے اب اِس دوسرے ماہ رمضان میں اُسے ۹۵۰ روپے کی زکوٰۃ ادا کرنی فرض ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ دوران سال میں اگر بالکل خالی ہاتھ ہو جائے کہ اُس کے پاس نہ سونے چاندی کا زیور وغیرہ رہے اور نہ ہی کوئی تجارتی مال یا نقدی ہو تو پھر یہ طریقہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اب جس دن اُسے اتنی دولت ملے گی جس پر زکوٰۃ کا حکم ہے۔ اُسی دن سے سال شروع ہوگا۔ اور مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق سال کے اخیر میں جتنی رقم ہو گی اُسی کی زکوٰۃ ادا کرنی ہو گی۔

مسئلہ۔ اگر کسی کے پاس چاندی اور

سونے کی مقررہ مقدار سے کم کچھ سونے کچھ چاندی کے زیور وغیرہ ہیں تو ان دونوں قسموں کے زیوروں کی مالیت۔ اگر زکوٰۃ کی مقررہ حد تک پہنچ جائے۔ خواہ ۵۴ تولے ۲ ماشے چاندی کی قیمت کے برابر یا ۷ تولے ۸ ماشے ۲ رتی سونے کی قیمت کے برابر تو زکوٰۃ فرض ہے۔ مثلاً کسی کے پاس ۵ تولے چاندی کا زیور ۳ تولے سونے کا زیور ۴ روپے نقد تو ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ فرض کیا سو روپے تولہ سونے کا بھاؤ ہو تو ۳ تولے سونے کا زیور ۳۰۰ کا ہوا اور دو روپے تولہ چاندی کا بھاؤ ہو تو ۵ تولے چاندی کا زیور دس روپے کا ہوا تو اس کے پاس سونے چاندی اور نقدی کی مالیت ۳۰۰+۱۰+۴=۳۱۴ روپے کی ہوئی جو کہ چاندی کی زکوٰۃ کی مقررہ حد یعنی ۵۴ تولے ۲ ماشے کی مالیت سے زیادہ ہے۔ لہذا اگر سونا چاندی گھر میں ملا جلا ہو تو ان کی بازار کے بھاؤ کے مطابق قیمت بنا کر زکوٰۃ کے باقی مال میں جمع کر کے پھر زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

نوٹ: دکانداروں کو خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ تجارت کی ہر قسم کے مال پر زکوٰۃ فرض ہے۔ خواہ وہ دین کی کتابیں اور قرآن مجید کی تجارت کرتا ہو۔ یا پرچون۔ بزازی۔ پنسار۔ لوہا، رنگ و روغن، جوتے بوٹ وغیرہ الغرض کسی بھی چیز کی تجارت ہو ہر سال کے بعد دکان کے تجارتی مال کی قیمت خرید کے حساب سے مالیت کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

مسئلہ:۔ سونے چاندی کی ہر ایک چیز پر زکوٰۃ فرض ہے۔ خواہ وہ چیز ہمیشہ استعمال ہوتی رہے یا رکھی رہے مثلاً زیور۔ برتن اگر سونے یا چاندی کا ہو۔ سچا گوٹا۔ زری۔ سلمہ وغیرہ خواہ کپڑوں پر لگا ہوا ہو یا ویسے ہی رکھا ہوا ہو۔

مسئلہ:۔ جو چیز کرائے پر چلانے کیلئے ہو اس کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ مثلاً برتن۔ شامیانے، مکانات اور دکانیں وغیرہ۔

مسئلہ:۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ میں یہ رقم یا اتنی رقم کی یہ چیز بطور زکوٰۃ دے رہا ہوں۔ اگر زکوٰۃ کی نیت کے بغیر زکوٰۃ کی رقم سے بھی زیادہ خیرات کر دے گا تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ ہاں صدقہ اور خیرات کا ثواب تو ملے گا مگر زکوٰۃ نہ ادا کرنے کا گناہ سر پر رہے گا۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کو نقد یا سونا چاندی یا تجارتی مال قرض کے طور پر دیا گیا ہے۔ تو یہ قرضہ جتنے برسوں کے بعد وصول ہوگا۔ اتنے ہی برسوں کی زکوٰۃ دینی فرض ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص سال پورا ہونے سے پہلے ہی اپنے مال کی زکوٰۃ دے دے تو یہ بھی جائز ہے۔ مگر ادا کرنے کے بعد سال کے اخیر تک جتنا مال اور بڑھے گا اُس زائد مال کی زکوٰۃ بھی سال کے اخیر پر ادا کرنی ہوگی۔

مسئلہ:۔ زکوٰۃ کے مال کا چالیسواں حصّہ بطور زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ چالیس روپے پر زکوٰۃ فرض ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ ۵۴ تولے ۲ ماشے چاندی یا ۷ تولے ۸ ماشے ۲ رتی سونے یا اتنے چاندی یا سونے کی مقدار کے برابر تجارتی مال ہو تب فرض ہوتی ہے۔ مگر یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ زکوٰۃ کے کل مال کا چالیسواں حصّہ بطور زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ زکوٰۃ کا پیسہ اُسی دن دے دے یا کئی ماہ تک تھوڑا تھوڑا کر کے دیتا رہے۔ سب طرح جائز ہے۔

مسئلہ:۔ جس کسی کے پاس ۵۴ تولے ۲ ماشے چاندی یا ۷ تولے ۸ ماشے ۲ رتی سونا ہو۔ یا چاندی یا سونے کے نصاب کی قیمت کے برابر تجارتی مال ہو۔ وہ شریعت کے نزدیک مالدار ہے اُسے زکوٰۃ کا پیسہ دینا جائز نہیں ہے اور جس کے پاس سونا چاندی یا تجارتی مال اس مقدار سے کم ہے یا تجارتی مال وغیرہ تو بہت ہے مگر اس مال کے برابر یا زیادہ اُس نے قرضہ دینا ہے وہ شریعت کے نزدیک غریب ہے اُسے زکوٰۃ کا پیسہ دینا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ رہنے کے مکان پہننے کیلئے کپڑے گھر کے ضروری برتن وغیرہ خواہ کتنی قیمت کے ہوں یا کرائے پر دیئے ہوئے مکان وغیرہ جن سے بمشکل گذر ہوتی ہو مالدار نہیں ہے اُسے بھی زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ صدقہ عیدالفطر۔ نذر۔ اور کفارہ کے پیسے وغیرہ غیر مسلم کو دینا جائز نہیں ہے۔ ہاں عام صدقہ خیرات غیر مسلم کو بھی دینا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ زکوٰۃ کا پیسہ وغیرہ غریب کے ہاتھ میں دینے سے ادا ہو سکتی ہے اس کے بغیر ادا نہیں ہوتی مثلاً مسجد پر خرچ کرنے یا کسی لاوارث مُردے کے گور و کفن کا انتظام کرنے یا اور کسی نیک کام میں خرچ کرنے سے ادا نہیں ہوتی۔

مسئلہ:۔ اپنے ہی ماں باپ دادا دادی نانا نانی اوپر تک جتنے بھی زندہ ہوں یا اپنے ہی بیٹے بیٹی یا بیٹے بیٹی کی اولاد نیچے تک جتنی بھی زندہ ہو ان کو اپنی زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہے۔ خاوند اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے خاوند کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے اِن رشتوں کے سوا باقی ہر قسم کے رشتہ دار بشرطیکہ شریعت کے لحاظ سے غریب ہوں۔ ان کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔ مثلاً بھائی بہن۔ یا ان کی اولاد۔ چچا پھوپھی، خالہ ماموں، سوتیلے ماں باپ، داماد، ساس خسر، اسی طرح دودھ پلانے کی وجہ سے جو ماں ہو یا دودھ پینے کی وجہ سے جو بیٹا ہو۔ ان سب کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔

مسئلہ:۔ نابالغ بچے کا باپ اگر دولتمند ہے تو اس بچے کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں اگر غریب ہے تو جائز ہے۔ نابالغ بچے کا باپ اگر غریب ہے اور ماں دولتمند ہے تب بھی بچے کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔ بالغ بچے کا باپ اگر دولتمند ہے۔ لیکن بچہ غریب ہے تب بھی بچے کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔

مسئلہ:۔ صدقہ خیرات زکوٰۃ وغیرہ کے سب سے زیادہ حقدار اپنے غریب رشتہ دار ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ان کو اس قسم کا پیسہ وغیرہ دیتے وقت اُن کے سامنے زکوٰۃ وغیرہ کا نام نہ لیا جائے۔ بلکہ اپنے دل میں نیت کر لینا ہی کافی ہے تاکہ انہیں محسوس نہ ہو۔ نیز رشتہ داروں کو دینے کا دُگنا ثواب بھی ہے ایک خیرات کا دوسرا رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کا۔ اِن کے بعد ان لوگوں کا حق ہے جو دین کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے بعد ہر ایک غریب مسلمان کو

باقی صفحہ ۱۴ پر

از محمد حسین
فاضل اردو و کلاس لورسٹل
لاہور

عابد و معبود

ع جو میں سربسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں؟
— اقبالؔ

پیارے بھائیو اور بزرگو! آؤ میں آپ کو بتاؤں کہ نماز میں ہمیں کیا ملتا ہے۔ اچھا سنو! دراصل نماز میں ہمیں ایسے انعامات سے نوازا جاتا ہے جن کو یہ آنکھ نہیں دیکھ سکتی اور نہ ہی ہم اُس گفتگو کو سن سکتے ہیں۔ جو اللہ اپنے فرشتوں سے نمازی کے بارہ میں کرتا ہے۔ اگرچہ ہم نہیں سن سکتے۔ لیکن سنتے ہیں سننے والے اور جانتے ہیں جاننے والے۔

اوّل الذکر بات تو یہ ہے کہ عربی زبان خدا تعالیٰ کی پسندیدہ زبان ہے۔ حبیبؐ خدا کی زبان بھی عربی ہے۔ جب ہم کلام اللہ پڑھتے ہیں تو گویا خدا سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ باتیں تو آخر وہی ہیں۔ جن کا بیان فرمانے والا اللہ ہے، لانے والا جبریلؑ اور حامل کلام، نبی آخر الزمانؐ ہیں پھر اس میں کون سی شک و شبہ کی بات ہے۔ کہ خداوند کریم سے کلام نہیں کرتا۔ آؤ میں اسی نماز سے بتاؤں کہ اللہ ہے عابد سے کیا گفتگو کرتا۔ اور کیا انعامات نچھاور کرتا ہے؟

عابد:- نیّت کی میں نے نماز کی منہ طرف خانہ کعبہ کی، بندگی خداوند تعالیٰ کی "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" (اللہ سب سے بڑا ہے)

معبود:- اے ملائکہ میرا ایک بندہ کہہ رہا ہے کہ میں نے نیّت کی نماز کی اچھا اب میں نے بھی اپنے بندہ کی طرف رجوع کیا۔ اس نے میرا حکم پیش نظر رکھا۔ اور منہ خانہ کعبہ کی طرف کیا۔ اس کے عوض میں نے اپنے بندے کا ایمان سیدھا کیا۔ تیسری بات اس نے کہی کہ "بندگی خدا کے لئے ہے" اس کا معاوضہ میں نے اپنے بندے کو اپنی رحمتِ وسیع سے دیا۔ چوتھی بات یہ کہ میرا نام بلند کیا۔ میں نے اس تعریف کے بدلہ میں اپنے عابد کا نام نمازیوں میں معروف کیا۔ "فاذ کرونی اذ کرکم"

عابد:- "سبحنکَ اللھم و بحمدکَ وتبارکَ اسمکَ وتعالیٰ جدّکَ ولا الٰہ غیرکَ"
اے اللہ تو پاک ہے اور سب تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ اور تیرا نام بابرکت ہے۔ اور تیری شان بلند ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

معبود:- اے میرے بندے تجھے بھی میں نے پاک کیا، دنیاوی حرص سے دورانِ نماز۔ اور تجھے نیک کام کرنے والا بنایا۔ اور تیرا نام نمازیوں میں شمار کیا۔ اور تیری عزت کو چار چاند لگائے۔ اور تیرے شیطان پر لعنت پھینکی۔

عابد:- اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمط ترجمہ۔ میں شیطان مردود کے اثر سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

معبود:- میرے فرشتو! فوراً جاؤ میرا بندہ میرا فرض ادا کر رہا ہے، یعنی نماز پڑھ رہا ہے، اسے شیطان رجیم کے اثر سے محفوظ رکھو۔ اور اس کی حفاظت کرو۔ اس کے شیطان، حاسدوں اور دشمنوں سے۔

عابد:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم٥ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

معبود:- اے میرے بندے! اس نماز کی ادائیگی سے ہی تیری زندگی کو اپنے رحم و کرم سے معطر کرنا شروع کیا۔

عابد:- الحمد للہ رب العلمین٥ الرحمٰن الرحیم۔ مالکِ یوم الدین٥ ایاکَ نعبد و ایاکَ نستعین٥ اھدنا الصراط المستقیم٥ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین٥ آمین۔ سب تعریفیں دونوں جہانوں کے پروردگار کے لئے ہیں۔ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ یا اللہ تو قیامت کے دن کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، نہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔ اور نہ وہ گمراہ ہوئے یا اللہ میری دعا قبول فرما۔

معبود:- اے میرے فرشتو! میرے بندے کے لئے دنیاوی اور آخروی مہربانیاں اور میرا رحم و کرم لکھ لو۔ میرے بندے کو عذاب قیامت سے بچانا، کیونکہ میرا عابد قیامت کے دیکھے بغیر ہی پکار رہا ہے کہ اے اللہ تو قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ میرا عابد میرے عذاب سے ڈر رہا ہے۔ میرا بندہ میری مدد کا طلبگار ہے۔ دنیاوی اور دینوی کاموں میں اسے میری مدد پہنچاؤ۔ یہ میری ہی بندگی کرتا ہے۔ اس لئے اسے منکر و نکیر (داہنے اور بائیں والے فرشتے) میرے بندے کو نیک کام اور نیک راہ پر چلاؤ۔ اور بری راہ سے بچاؤ۔ اور میرے عابد کو ایسے راستہ پر قائم رکھو جن پر میں نے اپنی نعمتیں نچھاور کیں۔ تاکہ میں اپنے بندہ پر بھی نعمتیں نزول فرماؤں۔ ایسا کام اس سے سرزد نہ ہونے دینا۔ جس سے یہ میرا غضب حاصل کرنے والوں میں شامل ہو۔ علاوہ ازیں لکھ لو۔ میں نے اپنے بندے کی تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ دعاؤں کی پذیرائی کے لیے میرے بندہ نے آمین کہا ہے۔ اس لئے اس کی دعائیں شرفِ پذیرائی کی حامل ہیں۔

عابد:- قل ھو اللہ احد٥ اللہ الصمدْ لم یلد٥ و لم یولد٥ و لم یکنْ لہ کفواً احدْ
کہہ دو وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ کسی نے جنا۔ اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ اور اللہ کے ہمسر کوئی نہیں۔

معبود:- اے ملائکہ! گواہی دو کہ میرا بندہ اکیلا میری نماز ادا کر رہا ہے۔ میں نے اس وقت اسے دنیاوی رنگینیوں سے بے نیاز کیا۔ نہ یہ اب شیطان کی طرف ہے، اور نہ ہی شیطان اس کی طرف ہے۔ ملائکہ! دیکھ لو۔ میرا بندہ کتنا اچھا ہے جو دنیاوی حسرتوں کا شکار ہو کر بھی میری تعریف کر رہا ہے۔ جب یہ نماز تمام کر چکے تو۔ اس کے نامۂ اعمال میں دس نمازوں کا

ثواب لکھنا۔

عابد:- اللہ اکبر یا اللہ تو سب سے بڑا ہے۔

معبود:- اے میرے بندے اگر تو مجھے سب سے بڑا کہہ کر پکارتا ہے۔ تو میں نے بھی تیرا نام دنیا میں اور آسمانوں میں معروف کیا۔ (مشہور کیا)

عابد:- سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد ترجمہ: اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔ اے ہمارے رب العالمین سب تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔

معبود:- اے میرے بندے اب تو یقین کر لے کہ میں نے تیری دعائیں قبول فرمائیں۔ کیونکہ تو نے خود ہی اقرار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعائیں سن لیں (قبول فرمالیں) جس نے اپنے رب کی تعریف کی۔ بس تیری دعائیں سنی گئی ہیں۔ تو میرے سامنے میری تعریف کر رہا ہے۔ میں بھی تیرا نام فرشتوں میں لے رہا ہوں۔

عابد:- سبحان ربی العظیم پاک ہے میرا عظمت والا رب۔

معبود:- اے میرے بندے اگر میں تیرا رب ہوں اور پھر پاک ہوں تو تو بھی پاک ہو گیا ہے۔ اور میرا بندہ ہے۔ اب میرے علاوہ تیرا بھی کوئی نہیں کیونکہ تو میرے آگے جھک گیا ہے۔

عابد:- التحیات للہ والصلوٰت و الطیبات (ترجمہ): اے اللہ زبان کی عبادتیں اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں سب تیرے لئے ہیں۔

معبود:- اے میرے بندے تیری زبان کے لئے کوثر کا دودھ اور تیرے بدن کی بیماریاں دور اور آتشِ دوزخ سے محفوظ۔ اور تیرے مال میں میری برکت و زیادتی "السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ"

عابد:- السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصلحین۔ یا اللہ! آپ کا سلام (سلامتی اور مہربانی) اللہ کے نیک بندوں پر ہو۔

معبود:- اے میرے بندے یہ وہ تحفہ ہے۔ جو میرے حبیبؐ نے میرے دربار اقدس میں پیش کیا تو میں نے اپنے نبیؐ کو اپنی سلامتی و رحمت اور خیر و برکت سے نوازا۔

اس نے (نبیؐ) تمہارے لئے جو چیز بہتر اور فائدہ مند پائی وہ یہ ہے کہ اللہ کی سلامتی اللہ کے نیک بندوں پر ہو۔ بس! لا تقنطو من رحمت اللہ

عابد:- اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

معبود:- اے میرے بندے بس اگر تو اتنا ہی پڑھ لیا کرے گا۔ تو تو جنت کا مستحق ہو جائے گا۔ اگر تو نے بن دیکھے یہ گواہی دی ہے۔ تو میں نے تیرے لئے جنت الفردوس تیار کی ہے۔ جو ابھی تجھے نظر نہیں آتی۔ کلمہ شریف پڑھنے والا دوزخ میں ہرگز نہ جائے گا۔

عابد:- اللہم صلی علی محمدٍ و علیٰ آل محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید ۰ ترجمہ: اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمدؐ کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر۔ بے شک تو تعریف کیا گیا ہے۔ بزرگ ہے۔ اللہم بارک علیٰ محمدٍ و علیٰ آل محمدٍ کما بارکت علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید۔ ترجمہ: الٰہی برکت دے حضرت محمدؐ کو اور حضرت محمدؐ کی آل کو جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیمؑ کو اور حضرت ابراہیمؑ کی آل کو بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

معبود:- اے میرے بندے تو نے سب کچھ حاصل کر لیا ہے۔ اگر تو یہی درود شریف میرے محبوب کیلئے پڑھتا رہے گا۔ تو میں تجھے نبیؐ رحمت کے دیدار سے نوازوں گا۔ تجھ کو اور تیری اولاد کو درجوں میں رفعت دونگا۔ تجھے نارِ جہنم سے بال بال بچا لوں گا۔ جنت الفردوس کو تیری رہائش گاہ بناؤنگا۔ نہر کوثر کا دودھ پلاؤنگا۔ حوریں تیری خدمت گار کروں گا۔ محشر میں تجھے نبی کریمؐ کی رفاقت سے مشرف کرونگا۔ محشر کے عذاب اور عذاب دوزخ سے محفوظ رکھوں گا۔ غرض تجھے اتنے انعام دوں گا کہ تو متحیر ہو جائے گا کہ یہ

میرے کون سے عمل کا صلہ ہے۔ اے میرے فرشتو! آج میرے بندے کے لئے میری رحمت کا دروازہ کھول دو میری پناہ اس کے لئے لے جاؤ۔ میری مدد، میرا انعام، میرا عطا کردہ صبر و شکر، میرا فضل، میرا رحم، میری شفقت، میری محبت، میرا رزق، دولت ایمان، جسم مبصر، دلِ روشن، عقلِ سلیم، علم و حکمت اور سب سے بڑی نعمت تسکین قلب میرے عابد کے لئے لے جاؤ۔ (سبحان اللہ یہ کیسا صلہ ہے!)

عابد:- رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا و تقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدیّ وللمومنین یوم یقوم الحساب۔ اے میرے، پروردگار! مجھ کو نماز کا پابند بنا۔ اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے رب ہماری دعا قبول فرما اے پروردگار مجھے اور میرے والدین اور سارے مسلمانوں (مومنین) کو بخش دے۔ اس روز سے جب کہ عملوں کا حساب ہونے لگے۔

معبود:- میں نے سمجھا تھا کہ تو بس کر گیا ہے۔ لیکن ابھی تو اور مانگتا ہے۔ اے میرے عابد جو کچھ تو مانگ رہا ہے۔ تیرے درود کی وجہ سے سب قبول فرمایا۔ اور بے شمار تجھے انعام دیا جائے گا دنیا اور آخرت میں۔

اے میرے فرشتو! میرا بندہ کتنا خوش نصیب ہے۔ میری نعمت کی تصدیق اپنی زبان سے کر رہا ہے۔ کیا کہہ رہا ہے، میرے دائیں اور بائیں والی مخلوق تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ اے فرشتو! تم بھی جواب میں وا سلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہٗ کہو۔

بقیہ :- مسائل زکوٰۃ

دے سکتے ہیں مگر سیدوں کو اور حضرت عباس حضرت جعفر حضرت حارث بن عبدالمطلب اور حضرت عقیل اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اِن کی خدمت غیر واجب صدقات سے کی جائے۔ جہاں تک ہو سکے زکوٰۃ وغیرہ ایسے غریبوں کو دینا چاہیئے جو مانگتے نہیں ہیں بلکہ اپنی آبرو لے کر گھر میں بیٹھے ہیں۔ یہ خیال رہے کہ زکوٰۃ ادا کر کے سبکدوش نہیں ہو گئے بلکہ مال میں اور بھی کئی طرح کے حق ہیں جو ضرورت پیدا

بارگاہِ ربّ العزت میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی

مناجات

عبدالرحمٰن لدھیانوی۔ شیخوپورہ

دینِ اسلام کے بانی و مبلّغ، رہنمائے انس و جاں، شمس الضحیٰ، بدرالدجیٰ، سرورِ کون و مکاں، رحمت اللعالمین، خاتم النبیین، افتخار دودہ آدم۔ رسولِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ نے یہ راز منکشف کیا ہے کہ بے بسی، مجبوری اور حالتِ زار کا سہارا اور تکیہ صرف رب العالمین ہے۔

صرف خدائے واحد کی مقدس ذات ہے جو گھبراہٹ، بے چینی اور نا امیدی کی ظلمتوں میں کھوتے ہوئے لاچار اور بے بس انسان کے لئے امید و رحمت کی روشنی اور آس و اطمینان کا آسرا ہے۔ جناب رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدائے متصرّف الامور کی استمداد اور استغاثت کے بغیر انسان کسی کام کا نہیں۔

عالمِ کون و فساد کے اندر دکھوں، دردوں، غموں، کربوں۔ لاچاریوں ہتھیاریوں کے جہان میں انسان عاجز ہے تو پھر اس متزلزل زندگی میں کس قدر ضروری ہے خدائے حیّ و قیّوم کو پکارنا۔ بلانا اور یاد کرنا اس کے حضور شب گیر نالوں کے سفیر بھیجنا۔ ہر وقت دعائیں۔ التجائیں کرتے رہنا۔

فقرِ محمدیہ کے مظاہرے

قارئینِ کرام! ہم آپ کے سامنے قربِ الٰہی کی معراج پانے والے، صبحِ کائنات کے شمس الضحیٰ، شامِ کائنات کے بدرالدجیٰ، جناب والیٔ بطحا حضرت محمد رسول اللہ کی کچھ نوائیں اور صدائیں سناتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ مرتبے کے لحاظ سے اولادِ آدم میں لامثال شخصیت، بعد از خدا بزرگ ہستی نے اپنی زندگی کس طرح خدا کے سہارے پر گذاری ہے۔ رحمت اللعالمین سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، گھر میں آتے جاتے، گلیوں، کوچوں اور بازاروں میں ہر وقت کس حد تک اللہ کی پناہ، مدد، توفیق اور فضل کے جویا اور حاجت مند تھے۔ فقرِ محمدیہ کے مظاہرے کتنے حدود فراموش تھے۔ رحمت اللعالمین ہر گھڑی کس قدر تشکرانہ کے رنگا رنگ پھول بارگاہِ عالیہ میں پیش کرتے تھے۔ اللہ کے حضور آپ کا دامنِ احتیاج کتنا وسیع تھا۔ بدن کا رُواں رُواں کیسے مجسّم دعا تھا۔ در ناز پہ سرِ نیاز ہمیشہ پڑا رہتا۔ خداوند تعالیٰ کی جناب سیّد الرسل کے مانگنے کی اداؤں کو فرشتوں کی عصمت، حوروں کا حسن، فردوس کی بہار، سورج کی ضیا، چاند کا نور، تاروں کی روشنی، عرش کی عظمت، سمندروں کی پہنائی۔ آسمانوں کی کشادگی اور کوثر و تسنیم کی موجیں خراج تحسین پیش کرتی تھیں۔ دونوں جہاں جن کی شان میں ایک تنکے کا وزن رکھتے ہیں۔ وہ رحمتِ عالم افتخارِ دودۂ آدم صلی اللہ علیہ وسلم عتبۂ قدس پہ یوں سجدہ ریز ہیں۔ زبانِ اطہر کے لعل یوں جگمگ کر رہے ہیں۔ دعاؤں کے ہیرے شمس و قمر کو اس طرح شرما رہے ہیں۔

ساتوں آسمانوں میں ہل چل مچا دینے والی دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَسْمَعُ کَلَامِیْ وَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ! تو مجھے خوب جانتا ہے اور میری زندگی کا مقام تیری نظر میں ہے تو میری باتیں سنتا ہے اور تو میرا باطن جانتا ہے اور میرا ظاہر تجھ پر آشکار ہے۔

۲:۔ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ

میرا کوئی امر، کوئی کام کوئی حاجت کوئی مشکل تجھ پر مخفی نہیں۔

وَ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ

میرے مالک! میں خستہ حال فقیر ہوں۔ تیرے در پہ فریادی بن کر آیا ہوں۔ میرا دل تیرے ڈر سے کانپ رہا ہے۔

اَلْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ ○

اور کلیجہ تیرے خوف سے منہ کو آ رہا ہے۔ الٰہی، میں اپنے گناہوں کا اقرار اور اعتراف کرتے ہوئے تیری جناب میں معافی کا طلبگار ہوں

(۵) اَسْئَلُکَ مَسْأَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ ○ وَاَبْتَہِلُ اِلَیْکَ اِبْتِہَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ ○

خداوندا! مجھ مسکین کا سوال پورا کر اپنے گنہگار اور حقیر غلام کی عاجزی اور زاری پر ترس کر!

(۶) وَ اَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ ○

محبوبِ لازوال! اس دہشت زدہ، سہمے ہوئے، بڑے محتاج کی عاجزی اور گڑگڑاہٹ پر عنایت کی نظر کر۔

(۷) مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَ فَاضَتْ لَکَ عَیْنَاہُ۔

میں تیرے حضور گردن جھکائے ہوئے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے

وَ نَحِلَ لَکَ جَسَدُہٗ وَ رَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ ○ وَ کُنْ بِیْ رَؤُفًا رَحِیْمًا۔

اور جسم کو تیرے خوف سے پگھلاتے ہوئے، ناک اور پیشانی کو خاک آلودہ کر کے حاضر ہوا ہوں۔

اے اللہ میری دعاؤں کو شرفِ قبول عطا فرما، اپنے دروازے سے مجھے ناکام نہ لوٹا۔ میری بار بار یہی التجا اور دعا ہے کہ مجھ پر شفقت اور مہربانی فرما۔

(۳) یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ ○ وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ ○ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○

تجھ سے کوئی بہتر نہیں کہ جس سے میں سوال کروں۔ جس کے دروازے کو دستک دوں یا جسے پکاروں۔ الٰہی! تجھ سے بڑا کوئی معطی نہیں۔ کوئی دینے والا اور کوئی بخشش کرنے والا نہیں۔ فقیروں کی جھولیاں بھرنے والے، سائلوں کے سوال پورے کرنے والے۔

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○ مجھ پر مہربانی

فرما۔ رحم کی نظر کر۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۵ اور ہر طرح کی حمد و ستائش کے لائق تیری ہی شانِ ربوبیت ہے (طبرانی شریف)

ربوبیت اور الوہیت کا نکھار

غور کیا آپ نے؟ کہ اللہ کی ایسی توحید بھری حمد و ستائش اور ایسی بڑائی اور کبریائی سوائے سیّد ولد آدم حضرت احمد، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کون کر سکتا ہے؟ ساری اولادِ آدم معہ انبیاء و رسل مل کر بھی اللہ کی ربوبیت اور الوہیت کی محامد اور نکھار کے ایسے سدا بہار پھول اس کے حضور پیش نہیں کر سکتے۔ ایسے ہیرے رسالت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کان سے ہی نکل سکتے ہیں۔ جن کی تابانی اور درخشانی کے سامنے شمس و قمر کا نور بھی شرماتا ہے۔ سمجھ آئی آپ کو۔ کیا شان اور قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رسول اللہ کی نظر میں۔

خدائے لم یزل کا مرتبہ

رسول اللہ کا مرتبہ تو آپ سید الکونین ساقیٔ کوثر کے نام سے سنتے ہیں۔ ساری آدم کی اولاد میں حضورِ انور کے مرتبے کا کوئی نہیں اور حضور تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں اکرم الاولین و اکرم الآخرین ہیں۔ جب سے خدا نے پانی پر زمین بچھائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے کا کوئی بشر، کوئی رسول، کوئی نبی اس زمین پر نہیں آیا۔

گیتی نشاں نداده ایزد نیا فریده!

یعنی حضور کے مرتبہ کا کوئی زمین پر ہوا ہی نہیں، ہوتا کیسے خدا نے پیدا ہی نہیں کیا۔ بے شک آپ بعد از خدا بزرگ ہیں۔ یہ سرور دو عالم، حضرت خیر الوریٰ دعا کے مذکور میں اللہ تعالیٰ کی شان میں یوں موتی بکھیرتے ہیں۔ دعا کے الفاظ پر غور کر کے اللہ کا مرتبہ پہچانیں۔

یاس و قنوط کی تاریکیوں کی مشعل دعا نمبر ۲

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۵ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی عَدُوٍّ یَّتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی قَرِیْبٍ مَّلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ تَکُنْ سَاخِطًا عَلَیَّ فَلَا اُبَالِیْ غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَکَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَضَاءَتْ لَہُ السَّمٰوٰتُ وَاَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَنْ تُحِلَّ عَلَیَّ غَضَبَکَ وَتُنْزِلَ عَلَیَّ سَخَطَکَ وَلَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ

(ترجمہ) بار خدایا! میں اپنے ضعفِ قوت، قلتِ صبر، اور لوگوں میں اپنی خواری کی، تیری بارگاہ عظمت میں فریاد لے کر آیا ہوں کہ تو سب رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے، مجھے ایسے دشمن سے پناہ دے جو میری صورت دیکھتے ہی ناراض ہو جاتے اور دوست سے جو میرے کاموں پر غلبہ پاتے، مولا! اگر تو مجھ پر دراز مائش میں، غصے نہیں ہے تو پھر مجھے کچھ پرواہ نہیں کیونکہ میرے لئے تیری رحمت بڑی وسیع ہے اور میں نے تیرے بزرگ چہرے کے نور میں پناہ لی ہے جس کے باعث آسمان روشن ہو گئے، اور تاریکیاں نور بن گئیں اور دین و دنیا کے کام سنور گئے۔ الٰہا! پناہ چاہتا ہوں کہ تو اپنا غصہ اور خفگی مجھ پر نازل کرے۔ میرے مولا! مجھ پر راضی ہو جا کیونکہ محض تیری مدد سے ہر طرح کی قوت اور طاقت حاصل ہے۔

قلب اطہر سے یقین و ایمان کی سوتیں پھوٹ رہی ہیں

ہماری جانیں اور ماں باپ آپ پر قربان کہ جناب سید المرسلین رحمۃ للعالمین پر ایسا نازک وقت آیا ہے کہ ساری دنیا تاریک نظر آ رہی ہے لیکن قلب اطہر سے یقین و ایمان کی سوتیں پھوٹ رہی ہیں۔ ایسے نازک وقت میں حضور جو دعا کرتے ہیں، امت کے لئے اس کا ایک ایک لفظ یاس و قنوط کی تاریکیوں میں مشعلِ راہ ہے ؎

قطرہ آغوشِ تلاطم میں گہر بنتا ہے
ابر رچا ہے تو طوفان میں گھر پیدا کر

حضورِ انور کی مذکورہ دعا کے آبدار موتیوں کی تابانی میں شانِ خداوندی ملاحظہ فرمائیں کہ سید الانبیاء اللہ کو کس طرح پکارتے ہیں۔ معدنِ نبوت سے اور ہیرے نکلتے ہیں۔

دعا نمبر ۳:۔

اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۵ وَاجْعَلْنَا شَاکِرِیْنَ لِنِعْمَتِکَ مُثْنِیْنَ بِھَا قَابِلِیْھَا وَاَتِمَّھَا عَلَیْنَا ۵ (ابوداؤد)

(ترجمہ) خداوندا! ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دے اور ہمارے حال کی اصلاح فرما، ہمیں سلامتی کے راستے دکھا، اور بد اخلاقی کے اندھیرے سے نکال کر اخلاق حسنہ کی روشنی میں لے جا۔ ہمیں ہر قسم کی کھلی و پوشیدہ بے حیائیوں سے دور رکھ ہمارے کانوں۔ آنکھوں اور دلوں کو اپنی برکت سے نواز اور ہماری بیویوں اور بچوں کو یمن و سعادت کے انوار سے بہرہ ور فرما، ہم پر ایک بار اپنی رحمتوں کے ساتھ لوٹ آ۔ کیونکہ تو ٹھیک لوٹ آنے والا مہربان ہے۔ ہمیں اپنی نعمتوں کی قدردانی، شکرگزاری اور ان کے حصول کی قابلیت و توفیق عطا فرما۔ اور ازراہ بخشش ہم پر اپنی نعمتوں کی بارش برسا کہ درحقیقت سب تعریفوں کا تو ہی مالک ہے۔

کتنی بڑی شان ہے اللہ کی کہ تمام انبیاء، اولیا اور سب مومن مرد و عورت، زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ کی دستگیری، حاجت روائی اور مشکل کشائی کے محتاج ہیں۔ ہر ہر امر میں ہر گھڑی اس کی توفیق و استعانت درکار ہے۔

نفس کی برائی سے اللہ ہی پناہ دیتا ہے

سرورِ کائنات فرماتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَّاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ الٰہی میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ پس مجھ کو میرے نفس کی طرف ایک لحظہ نہ سونپ، اور میرے لئے سب میرا کام درست کر۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

ہم و غم اور کسل و جبن سے اللہ بچاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ

وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ ۝ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ یا الٰہی تیرے ساتھ غم سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں بخیلی اور نامردی سے اور تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبہ اور لوگوں کے غلبہ سے۔

ملاحظہ ہو یہ شانِ خداوند رسول اللہ نے ہم کو بتائی کہ بندوں کو غم، عجز، کاہلی، بخیلی، بزدلی، قرض کی کثرت اور لوگوں کے داؤ و غلبہ سے صرف اللہ کی ذات ہی بچانے والی ہے۔ اس کے سوا ان روگوں اور بیماریوں کا کسی کے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَ عَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَ عَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَ فَوْقِیْ نُوْرًا وَ تَحْتِیْ نُوْرًا وَ اَمَامِیْ نُوْرًا وَ خَلْفِیْ نُوْرًا وَ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا وَ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَ عَصَبِیْ نُوْرًا وَ لَحْمِیْ نُوْرًا وَ دَمِیْ نُوْرًا وَ شَعْرِیْ نُوْرًا وَ بَشَرِیْ نُوْرًا وَ اجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا، اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا (بخاری و مسلم)

ترجمہ:۔ اے اللہ! کر میرے دل میں نور اور میری آنکھ میں نور اور میرے کان میں نور اور میرے داہنے نور اور میرے بائیں نور، اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور پیدا کر میرے واسطے نور (بہت زیادہ) اور میری زبان میں نور اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میرے بدن میں نور اور میری جان میں نور اور میرے واسطے بڑا کر نور۔ اے اللہ بخش مجھ کو نور۔

حضرت سید العالمینؐ فرماتے ہیں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِیْ قَبْضَتِكَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُكَ، اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ مَكْنُوْنِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَ جَلَاءَ هَمِّیْ وَ غَمِّیْ ۝ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ یا اللہ میں تیرا غلام ہوں، اور تیرے غلام (عبداللہ) کا بیٹا ہوں اور تیری لونڈی (آمنہ) کا بیٹا ہوں اور تیرے قبضہ اور اختیار میں ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ میرے حق میں تیرا حکم جاری ہے۔ میرے حق میں تیرا فیصلہ انصاف ہے۔ میں تجھ سے ہر تیرے نام کی برکت سے مانگتا ہوں اور وہ نام خاص تیری ذات کا ہے۔ یا تو نے اس کو اپنی کتاب میں اتارا یا تو نے اس کو اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا۔ یا تو نے اس کو پسند کیا، علم غیب میں جو تیرے نزدیک مخفی ہے یہ کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار کرے اور میرے فکر و غم کے دور ہونے کا سبب کرے۔

اس دعا میں جو غم کا تریاق ہے رسول اللہؐ نے موتی پرو دئے ہیں۔ ہیرے اور جواہرات کے ڈھیر اللہ رب العزت کے حضور پیش کئے ہیں اور ہر ہر لفظ میں شانِ خداوندی کا نور بکھیرا ہے۔

رسول الثقلینؐ جنابِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ وَ مُخِّیْ وَ عَظْمِیْ وَ عَصَبِیْ ۝ (مسلم)

اے اللہ! میں نے تیرے واسطے رکوع کیا اور تجھ پر ایمان لایا۔ اور تیرا حکم بردار ہوا۔ تیرے آگے، کان، آنکھ، گودہ، ہڈی اور پٹھے دب گئے۔

صبح کی دُعا

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ نَحْیٰی وَبِكَ نَمُوْتُ وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ (ابوداؤد، ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! تیری مدد سے ہم نے صبح کی اور ہم نے تیری ہی مدد سے شام کی اور ہم تیری قدرت سے جیتے ہیں اور تیری طرف ہی ہمارا لوٹنا ہے۔

شام کی دُعا

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْیٰی وَبِكَ نَمُوْتُ وَ اِلَیْكَ النُّشُوْرُ (ترمذی، ابوداؤد)

(ترجمہ) اے اللہ! تیری مدد سے ہم نے شام کی، اور تیری ہی مدد سے ہم نے صبح کی، تیری ہی قدرت سے ہم جیتے ہیں اور ہم تیری ہی قدرت سے مریں گے اور تیری طرف ہے جی اٹھنا۔

اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَ هَدَاَتِ الْعُیُوْنُ وَ اَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَهْدِئْ لَیْلِیْ وَ اَنِمْ عَیْنِیْ (حصن حصین)

(ترجمہ) اے اللہ تارے چھپ گئے اور آنکھوں نے آرام پکڑا اور تو سدا زندہ و قائم رہنے والا ہے۔ تجھ کو اونگھ اور نیند نہیں آتی۔ اے سدا زندہ۔ سب کے سہارے میری رات بآرام کر اور میری آنکھ کو سلادے۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ (بخاری و مسلم)

(ترجمہ) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ البتہ میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ (جہاد) میں مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔

سلام بیارگاہِ فخرِ دو عالمؐ

(۱)

ہوں لاکھوں سلام اس آقا پر جس نے لاکھوں بُت توڑ دیئے
دنیا کو دیا پیغامِ سکوں، طوفانوں کے رُخ موڑ دیئے

(۲)

اُس جانِ جہاں کی باتوں میں کچھ لطف ہے ایسا ہم نفسو
جس دن سے چھڑا ہے ذکرِ نبیؐ سب ذکرِ جہاں کے چھوڑ دیئے

(۳)

یہ فیضِ نگاہِ ساقی ہے، اک کیف سا دل میں باقی ہے
کیا ذکر ہے جام و مینا کا ہم نے تو سبو بھی توڑ دیئے

(۴)

گو ظاہر اُجلا اُجلا ہے پر مَن کا دامن میلا ہے
ان بوالہوسوں کا کیا کہنا آدابِ محبت چھوڑ دیئے

(۵)

بدنام برہمن ہے ورنہ کچھ شیخ بھی اس سے کم تو نہیں
خواہش کے صنم کی پوجا ہے گو پتھر کے بت توڑ دیئے

(۶)

اس محسنِ عالم نے حسّان کیا کیا نہ دیا انسانوں کو!
منشور دیا، دستور دیا، کچھ راہیں دیں۔ کچھ موڑ دیئے

(میر حسان)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

بقیہ۔ مجلس ذکر

ہمارے بزرگان دین ڈنکے کی چوٹ پر حق سناتے رہے۔ ہر حکومت کو چاہے وہ انگریز کی تھی یا ہندو کی ان کی غلطیوں پر ٹوکتے رہے۔ کسی کی پروانہ کی۔ اسی وجہ سے مسلمانوں میں دین کے لئے بیداری رہی۔

حضرتؒ اور دوسرے بزرگان دیوبند نے جیلوں میں جانا پسند کیا لیکن حق بات کہنے سے باز نہ آئے۔ ان کے دلوں میں اللہ کے دین کی عزت و عظمت تھی۔ صحابہ رضؓ کرام۔ تابعین تبع تابعین اور دوسرے بزرگانِ دین سب نے اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے اپنی جان، مال اور ہر قسم کی قربانی دی۔ ان ہی کی طفیل آج ہم اسلام سے روشناس ہیں۔

صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کی سنت ہے۔ حق بات کو ڈنکے کی چوٹ سے کہنا اور بُرائی کو روکنا۔ اگر آپ بر سرِ عام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کر سکتے اور اتنی قربانیاں نہیں دے سکتے تو کم ازکم اپنے گھروں میں تو حق کو پھیلائیں۔ رشتے داروں کی غیر شرعی رسومات اور غلطیوں کو ختم کریں۔ خود شریعت کے مطابق زندگی گزاریں۔ ذکر اللہ کریں اور دوسروں کو بھی دین کی دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ اس لئے آپ پر فرض ہے کہ خود نمازی بنیں اور بچوں کو بھی نمازی بنائیں جس طرح انہیں دنیاوی تعلیم اور صنعت و حرفت کے کام سکھاتے ہو، اسی طرح ان کی دینی تعلیم کی فکر کریں۔ اس کے لئے کسی عالم ربانی کی صحبت میں بٹھائیں۔ درس و وعظ سنائیں۔ اگر آپ کی اولاد دین دار ہو گی۔ اس کے دل میں خوف خدا پیدا ہوگا تو وہ آپ کا کہنا مانے گی آپ کی نافرمانی نہیں کرے گی اور ہر نماز میں آپ کی مغفرت کی دعا کرے گی کہ یا اللہ میرے ماں باپ کو بخش دے۔ ان پر اپنی رحمت نازل فرما۔ جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پیار و شفقت سے پالا لیکن اس کے بر عکس اگر آپ نے انہیں دینی تعلیم نہ دی۔ ان کی اصلاح کی فکر نہ کی اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمان بن گئی تو قیامت کے دن بد دعا کرے گی۔

ربنا انا اطعنا سادتنا و کبراءنا فاضلون

کا یہ اثر تھا کہ ہر شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا قومی شعار سمجھنے لگا۔ السبیلا ربنا اتھم ضعفین من العذاب و لعنھم لعناً کبیراً

اے ہمارے رب ہم نے اپنے بڑوں اور بزرگوں کا کہا مانا۔ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب ان پر اپنا عذاب کر اور ان پر بڑی لعنت بھیج۔ انہوں نے ہمیں سکول و کالج اور انگریز کی نوکری کا راستہ دکھایا۔ تیرے دین کی تعلیم نہ دی۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر آپ اپنے گھروں میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کریں گے۔ اپنے اہل و عیال کو اللہ کے دین کی طرف لگائیں گے تو آپ کے دلوں میں محبت و الفت پیدا ہوگی۔ رزق میں برکت ہوگی۔ اور نہایت پرسکون زندگی گذرے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض پہچاننے اور ان کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ :- اداریہ

کہ وہ فرسودہ طریقوں کو چھوڑ کر اصلاح کے نفسیاتی طریقے اختیار کریں اور نجی تبلیغ کو آزما کر دیکھیں۔ اور پھر ان نتائج کا جائزہ لیں جو ایک طرف وعظ و ارشاد سے مرتب ہوتے ہیں اور دوسری طرف گھروں پر جا کر نجی طور پر سمجھنے سمجھانے سے پیدا ہوتے ہیں۔

دعائے مغفرت

جامعہ قاسمیہ لائل پور کے مہتمم مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب کے سسر چودھری رکن دین صاحب ۸ مارچ کو انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

قارئین خدام الدین اور احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرماویں۔ (ناظم جامعہ)

بچوں کا صفحہ

ولولۂ شوق

محمد افضل بورسٹل جیل

مدینہ منورہ میں یہود کا ایک مکتب تھا۔ جسے مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اپنے ملی اور مذہبی پرچار کے علاوہ اس مذہبی اور علمی مکتب کو ایک خطرناک محاذ کی حیثیت حاصل تھی۔ جہاں اسلام اور اس کی نوزائندہ حکومت کے خلاف منصوبے بنائے جاتے تھے تاکہ اسلام کو کسی طرح نقصان پہنچایا جائے۔ کیونکہ رسول کریمؐ نے میثاق مدینہ کی رُو سے یہود کو مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔ اس لئے اصحابہ اکرامؓ اُن کی مذہبی رسوم میں مداخلت نہ کرتے تھے۔ تاکہ معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔ یہود کے اس مرکزی علمی مذہبی اور ملی ادارے میں اُن کی خاص خاص مجلسیں بھی منعقد ہوتی تھیں۔ جس میں یہود کے نامور عالم بھی شرکت کرتے تھے۔ ایک دن ایسی ہی مجلس منعقد تھی جس میں یہود اپنے جید عالم دین فخاص کے خیالات سے استفادہ کر رہے تھے۔ کہ اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیقؓ وہاں پہنچ گئے۔ جب یہود اپنی مصروفیات سے فارغ ہوئے تو جناب ابوبکر صدیقؓ نے فخاص کو اسلام کی دعوت دی اور اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کیا۔ اور فخاص سے کہا کہ تم ایک عالم دین ہو خواہشات نفسانی سے پاک ہوکر تورات کا مطالعہ کرو تو تم سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں رہے گی کہ تورات میں نبی کریمؐ کی صاف نشانیاں موجود ہیں۔ اس لئے میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ نیکی کی طرف بلاتا ہوں اور نیک اعمال کی صورت میں خدا تعالیٰ کو قرض حسنہ دو تو تم اُخروی اجر کے مستحق بن سکتے ہو۔

فخاص یہود میں اعلیٰ اقتدار اور دولت کی بہتات کی وجہ سے جاہلیت میں ڈوبا ہوا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ اے ابوبکرؓ آپ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرض کا بھوکا ہے وہ محتاج ہے اور ہم غنی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ بات ناگوار گزری اور فخاص کی گستاخی برداشت نہیں کر سکے اور آپ نے فخاص کے مُنہ پر تھپڑ مار دیا فخاص بڑا سٹپٹایا اور اسی گھبراہٹ کے عالم میں رسول کریمؐ کے پاس فریادی ہوا صدیق اکبرؓ نے جب تمام مقصد رسول کریمؐ کے گوش گزار کیا تو فخاص نے کہا کہ میں نے ہرگز خدا کی شان میں گستاخی نہیں کی اور نہ ہی میں نے کہا ہے کہ خدا بھوکا ہے اور ہم غنی ہیں۔ یہ معاملہ ابھی بارگاہ نبوی میں پیش ہی تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آگیا کہ خدا نے اُن لوگوں کا یہ قول سُنا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔

صدیق اکبرؓ کی یہ تصدیق اُن کی محبت اور ولولۂ شوق کی تصدیق تھی۔ جو انہیں بارگاہ نبوی میں حاصل تھا اور جس نے انہیں صدیق کے مقام پر فائز کیا۔

دُعا

طالب حسین طالب

مجھے سیدھا رستہ دکھایا الٰہی — مجھے نیک لڑکا بنایا الٰہی

لگاؤں ترے نام پر جاں کی بازی — عطا کر مجھے حوصلہ یا الٰہی

مجھے کر نہ غیروں کا محتاج ہرگز — فقط تو ہے حاجت روا یا الٰہی

رہوں میں سدا تیرے فرمان کا تابع — جھکوں تیرے آگے سدا یا الٰہی

وطن ہو مجھے جان سے بڑھ کے پیارا — میں ہو جاؤں اس پر فدا یا الٰہی

ترقی کی راہوں پہ بڑھتا ہی جاؤں — سدا نام لے کر تیرا یا الٰہی

عطا کر مجھے نیک ہمدرد ساتھی — بری صحبتوں سے بچا یا الٰہی!

چلوں میں بزرگوں کے نقش قدم پر — بنا تو مجھے پارسا یا الٰہی

رہے پاس مجھ کو بڑوں کے ادب کا — نہ ہو تو مجھ سے خفا یا الٰہی

جیوں اور مروں دین ملت کی خاطر — یہی ہو مرا مدعا یا الٰہی

برائی کے رستوں سے بچتا رہوں میں — کروں ہر کسی سے بھلا یا الٰہی

نہ مجھ سے دُکھے دل کسی بے نوا کا — نہ لوں ان کی میں بد دعا یا الٰہی

تیرے نام پر ہی ہو قربان طالب
دعا ہے یہ صبح و مسا یا الٰہی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

Weekly "KHUDDAMMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۸۱/۲۷۳۰ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔